"BAHAR-I-KASHMIR."

The only organ of the Kashmiri Pandit's Community in India and Kashmir **"Under the Auspicies of the Kashmiri Pandits' Association Lahore."**



قواعد رسالہ ہذا

۱۔ یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی ۳۰ تاریخ کو لاہور دارالخلافہ پنجاب سے شایع ہوتا ہے۔

۲۔ اسکا سالانہ چندہ صرف تین روپیہ ہے۔ نمونہ کا پرچہ ۱ھ کے ٹکٹ آنے پر ارسال کیا جاتا ہے۔

۳۔ پرانے پرچوں کی قیمت ۵ر سے کم نہیں لی جاوے گی +

۴۔ بونا فائیڈ طالب علموں سے اس رسالہ کی سالانہ قیمت صرف دو روپیہ لیجاویگی +

۵۔ کسی مضمون کو شایع کرنے یا گھٹانے بڑھانے کا اڈیٹر کو اختیار ہوگا +

۶۔ سیاسی مضمون بھیجنے والے اصحاب معاف فرماویں +

۷۔ خط وکتابت کرتے وقت اپنا پتہ صاف اور خوشخط تحریر فرماویں +

۸۔ خط وکتابت و ترسیل زر بنام منیجر "رسالہ بہار کشمیر" ہونی چاہیئے +

۹۔ اُجرت اشتہارات ہر حالت میں پیشگی آنی چاہیئے +

۱۰۔ ایجنٹ صاحبان اشتہارات کے لئے خاص کمیشن مقرر ہے جو کہ منیجر صاحب سے خط وکتابت کرنے پر معلوم ہو سکتی ہے +

پنڈت ہری کشن کول منیجر "رسالہ بہار کشمیر" وچھووالی کوچہ مہنتیاں لاہور

ماہ اکتوبر ۱۹۲۴ء

اوم

رجسٹرڈ ایل ۱۵۴۳

بہارِ کشمیر

ایڈیٹر:- پنڈت مہاراج ناتھ زتشی ایم۔اے پروفیسر ڈی۔اے وی کالج نواں محلہ شیرانوالہ دروازہ لاہور

جلد ۲	بابت ماہ اکتوبر ۱۹۲۴ عیسوی	نمبر ۵

فہرست مضامین

کانگڑہ	پنڈت اندر کشن صاحب کول۔
پنڈت ہرگوپال صاحب کول کی آخری تحریرات	پنڈت لچھمی دہر صاحب کلہ شاستری ایم۔اے ایم او ایل۔
گرداب فنا	جناب بے خبر
ہماری رسومات	پنڈت بشمبر ناتھ صاحب زتشی
چند کشمیری شعرا	پنڈت سورج پرکاش صاحب رینہ بی۔اے
غزل	پنڈت برج نراین صاحب چکبست بی۔اے۔ایل ایل بی
روئیداد جلسہ و نوٹس انعقاد جلسہ کشمیری پنڈت ایسوسی ایشن لاہور	سیکرٹری
کوائف کشمیر	نامہ نگار سری نگر
اخبار قومی	
کشمیری پنڈتس ایجوکیشن فنڈ	کشن لال صاحب کچلو سرینگر
کشمیر	اڈیٹر

سب ایڈیٹران۔ پنڈت پران ناتھ صاحب گروایون ایم۔ ایس۔ سی۔ پنڈت بدری پرشاد صاحب
ایم۔اے پنڈت اوتار لال صاحب بقایا بی۔اے۔ پنڈت سری کنٹھ کول صاحب ایم۔اے
توشہ خانی۔ میمبر زاوتار لال بقایا (حصۂ مستورات) پنڈت ہری کشن کول مینجر۔ لاہور

کریمی پریس لاہور نزد کوتوالی قدیم میں باہتمام میر قدرت اللہ پرنٹر چھپا اور پنڈت اقبال ناتھ صاحب بقایا نے دفتر رسالہ بہار کشمیر کوچہ [illegible]



کانگڑ ؎

۱۔ گر نباشد ہبو اندر نار پھا — جان شیریں مے برآید خواہ مخواہ
(بغل — آگ — گرمی)

۲۔ کانگڑی کا بارہ ماسہ۔

اے کانگڑی جنوری کا مہینہ آیا اور تیرا قحط پڑ گیا۔

اے کانگڑی فروری کا مہینہ آیا اور تیرے برخلاف سازش کی گئی۔

اے کانگڑی مارچ کا مہینہ آیا اور تیری آؤ بھگت میں فرق پیدا ہونے لگا

؎ کانگڑ یا کانگڑی۔ چالن (الطعام بخش) اور چمٹے کا خاکہ بابو جے مکرجی سینئیر پروفیسر سری امرسنگھ ٹکنیکل کالج سرینگر کے قلم کا کھچا ہوا ہے۔

؎ ماگھ کی سنگرات کو جسے ششر (سردی) سنگرات کہتے ہیں۔ پتروں کو کانگڑیاں اور کھچڑی وغیرہ دیجاتی ہے۔

؎ نیل ناگ اشٹمی (نیل اشٹم) اسکے دن پتروں کے نام کے دیوے دیئے جاتے ہیں اور شام کو سرینگر میں انہیں دیووں کا دریا کے کنارے چراغان کیا جاتا ہے اور پرانی کانگڑیاں توڑ پھوڑ کر دریا برد کر دی جاتی ہیں۔ لڑکے بہت سے دریا کے کنارے جا کر بڑا تماشہ کرتے ہیں کہ کانگڑیوں کے تنکوں کے ڈھانچے نکال کر انہیں جلا کر چرخی کی طرح چاروں طرف نچاتے اور پھر لیتے ہیں۔ نظارہ قابل دید ہے ؛

اے کانگڑی اپریل کا مہینہ آیا اور اب تو کہاں جا کر بسیگی۔

اے کانگڑی مئی کا مہینہ آیا اور تجھے بیکار سمجھا گیا۔

اے کانگڑی جون کا مہینہ آیا اور تجھ سے پیچھا چھڑانے لگے۔

اے کانگڑی جولائی کا مہینہ آیا اور تیری جوانی کا خاتمہ ہوگیا۔

اے کانگڑی اگست کا مہینہ آیا اور تجھے بیماریوں نے آن گھیرا۔

اے کانگڑی ستمبر کا مہینہ آیا اور میںنے تیرے منگوانے کو ہرکارہ بھیجا

اے کانگڑی اکتوبر کا مہینہ آیا اور میںنے ذراسی آگ تجھ میں ڈالی۔

اے کانگڑی نومبر کا مہینہ آیا اور تیری فکر پیدا ہوگئی۔

اے کانگڑی دسمبر کا مہینہ آیا اور میں نے تیرے اندر ہوسی تک جلائی۔

۳۔ کانگڑ یا کانگڑی جو اسکا عام نام ہے کشمیری آتشدان ہے اسکے عموماً دو حصہ ہوتے ہیں اندر مٹی کا برتن ہوتا ہے۔ جسے کنڈل کہتے ہیں لالٹی کی منقل جیسا ہوتا ہے جسمیں کوئلے جلاتے ہیں اسمیں آگ رکھی جاتی ہے اور اسکا تیلیوں کا خول بعض اوقات بہت خوبصورت ہوتا ہے جس چھلوں سے آراستہ کیا جاتا ہے اور اسمیں شوخ رنگا میزی ہوتی ہے۔ ایک چھوٹا سا لکڑی یا چاندی کا چالن (طعام بخش) اسکے دستہ میں رکا بچی، باندھکر مشرقی طرف مکمل ہوجاتا ہے جنکے کئی کشمیری بازار سے ایک آنہ یا اُس سے زیادہ میں اسکی بناوٹ اور قدر کے موافق خریدا جاسکتا ہے۔ اگر کانگڑ صرف مٹی کے برتن کی ہو اور ذرا خوشنما بنی ہوئی ہو تو اسے مانن کہتے ہیں۔ انکا خاصکر استعمال لیہ اور لداخ میں ہوا کرتا ہے۔

۴۔ اعلیٰ قسم کی کانگڑی زینہ گر میں جو ضلع کامراج میں ایک بڑا گانوں ہے بنتی ہے اسلام آباد شاہ آباد اور سوپور بھی اچھی کانگڑیوں کے واسطے مشہور ہیں۔ جو اپنے اپنے مقامی ناموں سے مشہور ہیں مثلاً اسلام آبادی کانگڑ یا چرار کانگڑ وغیرہ۔ معمولی دہقانی کانگڑ جو بڑی بھدی بنی ہوئی ہوتی ہے اسے گرستی کانگڑ کہتے ہیں۔ جو لفظ گرہست سے نکلا ہے۔ جسکے معنی کشمیر میں کسان کے ہیں اور اچھے کام کی بڑی رنگدار کانگڑ جو ذرا دولتمند آدمی استعمال کرتے ہیں اُسے خوجہ کانگڑ کہتے ہیں جو فارسی لفظ خواجہ سے نکلا ہے۔ جسکے معنی ایک آقا، شریف یا صاحب امتیاز آدمی کے ہیں۔

۵- کانگڑیاں ان شہروں اور گانوں کے بازاروں میں بھی بنتی ہیں جہاں ظلم اور قحط کی وجہ سے کشمیری بھاگ کر گئے۔ میں نے ان کا نام بھدرواہ کشتواڑ۔ رام نگر۔ بسوہلی۔ نورپور۔ کانگڑہ۔ لاہور امرت سر۔ لدھیانہ اور دیگر مقامات میں بھی سنا ہے۔ لیکن جو کانگڑیاں کشمیر جنت نظیر سے باہر بنائی جاتی ہیں وہ ادنےٰ نمونہ اور قسم کی ہوتی ہیں۔ انہیں اور کشمیر سے باہر گئے ہوئے اشخاص کے سوائے بہت کم لوگ استعمال کرتے ہیں۔

۶- کشمیری اپنی کانگڑی کا بہت شایق ہوتا ہے۔ جہاں کہیں وہ جاوے اور جہاں کہیں تم اسے دیکھو خواہ خفتہ یا بیدار کام میں یا کھیل میں بیٹھے ہوئے یا چلتے ہوئے تو وہ یہ چھوٹی انگیٹھی ایک ہاتھ میں ڈھیلے۔ لمبے شب خوابی کے گون جیسے کپڑے کے نیچے جسے پھرن کہتے ہیں رکھتا ہے یا اپنے پیٹ اور گھٹنوں میں لگائے رکھتا ہے۔ اس کا زیادہ استعمال عموماً بڑا خطرناک ثابت ہوتا ہے۔ رستہ میں پتھر کی ٹھوکر سے کوئی شخص سرخ انگاروں کی بھری ہوئی کانگڑی پر گر جاتا ہے یا بچہ نیند میں کروٹ لیتے وقت انگیٹھی کو اٹھا دیتا ہے۔ اور اپنے تئیں بستر یا مکان اور ہر چیز کو جلا دیتا ہے۔ درحقیقت بہت تھوڑے دولتمند متوسط یا کم درجہ کے آدمی ہونگے جنہوں نے کبھی نہ کبھی کم و بیش کانگڑے سے اپنے تئیں نہ جلایا ہو۔ مگر کانگڑ طمطشہ ہر دلعزیز رہی ہے۔ اور وادی میں بہت سے گیت اور کہاوتیں اسکے متعلق مروج ہیں ؂

۷- اسمیں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ اٹھاؤ انگیٹھی غریب کشمیری کے گھر سے بہت سی بیماریاں دفع کرتی ہے جبکہ تند ہوا یخ بستہ بارش اور سخت اُسے ستاتے ہیں کیونکہ شاہ سرما وقتاً فوقتاً کشمیر میں اپنا تسلط کرتا ہے اور مطلق العنانی کے ساتھ حکمرانی کرتا ہے۔

۸- ایک دیسی ڈاکٹر کی نسبت ایک قصہ مشہور ہے کہ وہ ایک دفعہ وادی میں اس غرض سے آیا کہ غریب خلقت کو اپنی حکمت سے فایدہ پہنچائے۔ جب وہاں سخت جاڑا ہوتا ہے۔ بارہ مولہ پہنچکر جہاں سیاح گھوڑے۔ کہار اور قلی بدل کر کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں۔ تو اس نے ایک ملاح دنجی کو صرف ایک تہ بند لگائے ہوئے اور سرد ہوا میں کشتی چلاتے ہوئے اور کچھ ٹھنڈا کھانا کھاتے ہوئے دیکھا۔ ڈاکٹر نے خیال کیا کہ یہ شخص دیوانہ ہے اور بلاشک وہ بہت جلد مر جاویگا لیکن ملاح دانجی اسکے گھٹنوں کے بیچ میں کانگڑی تھی اور جب ذرا غور سے ڈاکٹر نے یہ دیکھی۔ تو

اس نے فوراً اپنا قصد وہاں جانے کا کیا۔ کہ جہاں سے وہ آیا تھا اور یہ کہا کہ کشمیری لوگوں کے پاس اپنا تریاق سردیوں کی ٹھنڈ سے بچنے کے لئے موجود ہے۔ میرے وہاں جانیکی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔

۹۔ کہا جاتا ہے کہ کشمیریوں نے کانگڑی کا استعمال اطالیہ والوں سے سیکھا جو مغل بادشاہوں کے جلو میں اکثر کشمیر آیا کرتے تھے۔ لیکن کوئی صحیح حالات ابتک معلوم نہیں ہوتے ہیں۔ مینے امیر اور غریب اعلےٰ و ادنےٰ آدمیوں سے دریافت کیا لیکن کوئی شخص یہ نہ بتا سکا کہ یہ ہر دلعزیز اور ضروری ظرف کس کی اختراع ہے اور کہاں اختراع ہوا۔

۱۰۔ فقرہ ۲ سے لیکر فقرہ ۹ تک جسقدر کانگڑی کے متعلق تحریر کیا گیا ہے وہ بہ اضافہ ذاتی معلومات پادری نولز صاحب کی لغت کشمیری کہاوت اور ضرب المثلوں سے اقتباس کیا گیا ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ پادری صاحب موصوف شعبہ کہاوت اور ضرب المثلوں سے کانگڑی کے موجد اور اسکے مقام ایجاد کی حقیقت دریافت کرنے سے قاصر رہے ہیں مگر پنڈت مدھو سودن صاحب شاستری ایم۔ اے نے ایک نوٹ کانگڑے کے متعلق ہندوستان ریویو بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۲۲ء میں مندرج فرمایا ہے۔ جس سے پایا جاتا ہے کہ کشمیری کانگڑ یا کانگڑی ایک مقامی ایجاد ہے اور جس شخص نے یہ ایجاد کی وہ دستر اکے نام سے ملقب تھا نوٹ متذکرہ کا خلاصہ حسب ذیل فقرات میں درج کیا جاتا ہے۔ جو امید کہ دلچسپی سے پڑھا جائیگا۔

۱۱۔ خطہ کشمیر جسکا طول ۸۰ میل اور عرض قریباً ۲۵ میل ہے ہندوستان کے شمال مغربی گوشہ میں واقعہ ہے۔ نیل مت پوران سے پایا جاتا ہے کہ یہ خطہ ابتدا میں ستی سر یعنی ستی کی جھیل کے نام سے مشہور تھا۔ یہاں ستی اور اسکے پتی شیو کی جائے رہائش تھی شہر سرینگر جس کا پہلا نام پرادر پورہ تھا۔ پانی سے لبریز تھا اور اسکی لہریں پہاڑوں سے ٹکراتی تھیں اور اس کا گھاٹ ناو بندھنا کے نام سے ابتک مشہور ہے اور اسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ یہاں ناگ لوگ رہا کرتے تھے اور نیل ناگ ان کا بادشاہ تھا۔ پہلی قوم جو آباد ہوئی اسکو یکش اور پشاچ کے نام سے نامزد کیا جاتا ہے۔ یہ قوم بہت سختی جھیلنے والی تھی۔ کشپ رشی پہلے شخص تھے جنہوں نے جلد بہو راکشس کو مار کر وادیئے کشمیر کو پانی سے خالی کر کے قابل آبادی بنایا۔

اور انکے نام سے یہ وادی کشمیر اور پھر بگڑ کر کشمیر کہلائی۔ وادی میں مکانات بنائے گئے اور زراعت وغیرہ کی گئی۔ مگر سردی اور برفانی ملک کی سختی اور تند ہوا کی تکلیف محسوس ہوتی رہی۔ چونکہ پہلے یہ لوگ میدانوں میں رہا کرتے تھے اسلئے وہ لکڑیوں کا الاؤ جلایا کرتے تھے۔ لکڑیوں یا لٹھوں کو کنگ کہتے ہیں اور شاخہائے درخت کے ظرف کو کانگر۔ اسی سے لفظ کانگڑی بن گیا۔ چونکہ الاؤ صرف کھلی جگہ جلایا جا سکتا ہے۔ اسلئے گھاس پھوس کی جھونپڑیوں میں رہنے والوں کو یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ اگنی ہوتر کے لئے مٹی کے کونڈے بنائے جاویں جس میں لکڑیاں جلائی جاویں۔ تاکہ ایک تو سردی سے بچاؤ رہے۔ اور دوسرے اگنی ہوتری ہونے کی وجہ سے اگن کنڈ کا کام دیویں۔ جس کو ویدیس بھی کہتے ہیں۔ برہمنوں کی آبادی سے پہلے بھی جو لوگ آباد تھے۔ وہ بھی مٹی کے کونڈے استعمال کرتے تھے۔ اور برہمن لوگ پندرہ دن کا پکھاگ کیا کرتے تھے۔ اور ان کو اگنی کنڈ کی ضرورت ہوا کرتی تھی۔ سنار وغیرہ جو آگ کے رکھنے کے لئے ظرف استعمال کرتے ہیں۔ اسکو ماتون کہتے ہیں۔ ماتن کا پورا نام سکالی ہے۔ جو کہ نتھ امر سنگھ سنتھہ میں درج ہے۔ سوتروں میں بھی اس کا نام آیا ہے۔ بدھوں کے زمانہ میں اسکا استعمال تھا۔ اور کپال سے مشابہ تھا۔ اسکو ہاکول کہتے ہیں جسکا اردو نام دم چولہ یا اٹھاؤ چولہ ہے۔

۱۲۔ تمندر گیارہویں صدی کا مصنف اس کا نام اگنی کنڈیکا بتلاتا ہے۔ ٹکیاں جو استعمال کیجاتی ہیں انکے بھی مختلف نام ہیں جنکو کانی کہتے ہیں اور شاخ ساز کو کانیل کہتے ہیں چنانچہ باسی کانی۔ پھوٹی کانی دمیر کانی وغیرہ مختلف درختوں کی شاخوں کے نام ہیں اور چھاؤ کی تنکیوں سے بھی کانگڑی تیار ہوتی ہے۔

۱۳۔ پہلے پہل کنڈل مٹی کی بنائی گئی اور پھر ان کو آگ پر پکایا گیا۔ اور آخر میں اسپر تنکیوں کا خول بنایا گیا۔ جو اب کانگڑی کی شکل میں ہر کشمیری فرد بشر کے گھر میں زیب دہ ہے کانگڑی کی مختلف حصص کے نام مختلف سنسکرت الفاظ سے نکلے ہیں۔ چوک یا کوک ایک گول منیا ہے جس پر تہپر کھڑا رہتا ہے۔ تہپرتنے کو کہتے ہیں۔ گگراپیہ کے معنی میں آیا ہے۔ مٹی کے برتن کے اوپر کے حصے کو کوپ کہتے ہیں۔ جو کناپا کا مخفف ہے جو تیل کا برتن ہوتا ہے سامنے دستے کو لیچی کہتے ہیں جو لفظ سنسکرت لنا سے نکلا ہے۔ تنکیوں کی بناوٹ کو ڈلیت

یا انسل کہتے ہیں اور پل جیسا شاخوں کا جوڑ جو دونوں طرف کے دستو کو ملاتا ہے اسکو مانس یا ناک کہتے ہیں۔ شاخوں کی جھلیوں کو کور یا کٹا کا ٹھلی کہتے ہیں مٹی کے ظرف کو کنڈل کہتے ہیں ان سب باتوں سے ظاہر ہے کہ کانگڑی جسکے ہر حصے کا نام سنسکرت زبان کے سوتروں اور لغت میں پایا جاتا ہے دیسی ساخت ہے اور کسی غیر ملک سے کشمیر میں نہیں لائی گئی۔

۱۴۔ کو سلنے اسکے دان کے طریق اور فایدہ کے متعلق چند اشلوک تحریر کئے ہیں جن سے پایا جاتا ہے کہ یہ قدیم زمانہ کی ایجاد ہے۔

۱۵۔ یہ بھی پایا جاتا ہے کہ کوریا کانگڑ ایک ایسے شخص نے ایجاد کی جو دستر لک کے نام سے ملقب ہوا اور یہ عجیب ظرف سرد ملکوں میں استعمال کیا جاتا ہے اور ملک کشمیر کی جسکو فردوس بریں یا وادی ارم کہنا مناسب ہے ایک خاص اور انوکھی ایجاد ہے۔

ایک ٹکے کی کانگڑی اور لاکھ ٹکے کی بیماری۔ یعنی کانگڑی دوشالہ جیسی مفید چیز ہے۔
شال

اندر کشن کول

پنڈت ہرگوپال صاحب کول کی آخری تحریرات

بہار کشمیر کے جولائی نمبر میں سیر کشمیر کے عنوان سے ایک دلچسپ و دلسوز مضمون شایع ہو چکا ہے ان ہی خیالات کی تقویت میں بدیہی ثبوت پیش کرنے کے لئے یہ خلاصہ تحریرات پنڈت صاحب موصوف ہدیہ ناظرین ہے۔

جناب پنڈت ہرگوپال صاحب سے میری تحریری واقفیت کا سلسلہ ۱۹۲۳ء سے شروع ہو کر اور پنڈت صاحب موصوف کے سرگباش ہونے سے کچھ ماہ پیشتر ۱۹۲۳ء کے اختتام پر ہی ختم ہو گیا۔ گویا ہمارے مابین سلسلہ تبادلہ خیالات قریب ایکسال کیلئے جاری رہا اور ایک سال کے عرصہ میں پنڈت صاحب موصوف کی اردو و انگریزی دستی تحریرات میرے پاس قریب تیس کے موصول ہوئیں میں حیران تھا کہ اس عالم ضعیفی میں آٹھ آٹھ صفحے کی تحریریں لکھنے کی وقت کو پنڈت صاحب کیسے برداشت کرتے ہونگے جبکہ بسا اوقات میں جواب دینے میں کوتاہی

کرجاتا تھا جسکی فوراً تاکید ہوتی تھی۔ پنڈت صاحب کا یہ مجموعہ تحریرات میرے لئے تو ذاتی طور پر ایک خزانہ ہے لیکن قومی نقطہ خیال سے بھی یہ ایک بیش قیمت ذخیرہ ہے۔ اس وجہ سے۔ کہ اسمیں پنڈت صاحب کی تمام زندگی کے تجربہ کا نچوڑ اور وفات سے چند ماہ پیشتر کے آخری خیالات کا سچا فوٹو درج ہے۔ ممکن ہے کہ ہم میں سے کوئی اصحاب اس مقدس زندگی کے بیش بہا تجربات سے کچھ فایدہ اٹھانا چاہیں اور کشمیر اور کشمیریوں کی موجودہ زندگی اور آیندہ فلاح پر ان سے کچھ روشنی پڑسکے۔ اسلئے چند مختلف خیالات ان تحریرات سے اخذ کر کے نیچے ترتیب دیتا ہوں ؛

(۱) کرم یوگ اور ایشور بھگتی کی تعلیم ایک تحریر میں میں نے یہ عرض کیا تھا کہ میں سب کاروبار ترک کر کے کشمیر کی خدمت میں اپنی زندگی وقف کرنا چاہتا ہوں۔ ارشاد ہوا۔

"ترک کاروبار کرنا میرے خیال میں ویسا ہی معیوب ہے۔ جیسا کہ عدم تعاون۔ انسان کے جامہ میں دو گن ہیں۔ جیو آتما اور مادی عناصر۔ اسلئے "دل بایار دست باکار" ترک سے زیادہ تر مفید ہے ؛ تحریر ۲۶ بھادوں سنہ ۸۰ بکرمی۔

۲۔ اپنا کام آپ کرو۔ کشمیر سبھا ایک سبھا دہلی کا وفد جو ہندو مہاسبھا بنارس کے پاس بھیجا گیا تھا اور جسکو مہاسبھا کی جانب سے کوئی مدد نہ مل سکی اسکا ذکر جب میں نے جناب کو لکھا تو فرمایا۔ کہ

"ناکامی مہاسبھا سے گو نہ ملال ہوا۔ الا چنداں مایوسی نہیں۔ آپ ٹل کے سرکل سے باہر ہاتھ پاؤں مارتے ہیں۔ اگر اس میں کسیقدر ناکامی ہوئی چنداں پرواہ نہیں۔ میری دلی خواہش ہے اول خویش بعدہ درویش۔ پہلے ہماری قوم اپنے ذاتی نمایشی یا شہرت کے اغراض چھوڑ کر بقائے قوم ترقی وسایل اصلاح قوم پر تن من سے متفق ہو جائے تو پھر اپنے جاتی سرکل سے باہر نکل کر رفتار زمانہ کے مطابق دور تک پہنچے ؛ ۱۷ بھادوں سنہ ۸۰

۳۔ کشمیر کے کشمیری پنڈت اور غیر مقامی کشمیری سب ایک دل ہو جاؤ ؛ مکرر یہ کہ زیادہ

ترضرورت اسباب کی محسوس ہو رہی ہے کہ کشمیر سے راس کماری تک جہاں جہاں اہل قوم ہیں ایک ہو جائیں تڑپ اور سوز ہمدردی سبکے دلوں میں مساوی اور یکساں شعلہ افشاں ہو۔ اور جاتی دایرہ سے نکل کر اہل ہنود کے ساتھ ہمارا چولی دامن کا ساتھ بن جائے (۱۳۔ بھادوں سمبت)

ہم کشمیر کے کشمیری پنڈتوں کی نازک حالت:-

(ا) یہ عجیب ملک ہے صدیوں کے ظلم نے ہماری قوم کو حد سے زیادہ بزدل بنا دیا ہے۔ کسی کو سر اٹھانے نہیں دیتے۔ اہل قوم بھی باہمی ایک دوسرے کے پیچھے لگے رہتے ہیں" (۲۸ ہاڑ سمبت بکرمی۔)

(ب) کشمیر اور کشمیریوں سے تو ہنوز کوئی امید نہیں۔ وہ سنتے ہیں اچھل پڑتے ہیں اور دب کر سو جاتے ہیں۔ اختلاف۔ بزدلی۔ بے زری۔ بے قدری وغیرہ نے ان کو پست کر کے کسی کام کا نہیں رکھا۔ قربانی کا یہ حال ہے کہ آٹھویں روز قومی کام میں یا کم سے کم باہمی مل بیٹھنے میں ایک دو گھنٹے صرف نہیں کر سکتے۔ دیرینہ مظلومیت اور مدتوں کی محرومیت نے ان کو نہ گھر کا رکھا نہ گھاٹ کا وغیرہ وغیرہ۔ حق تو یہ ہے کہ جب میں انکے طبایع اور انکے رنگ برنگ کے حالات پر نظر ڈالتا ہوں۔ بجز مایوسی کچھ دکھلائی نہیں دیتا۔ صریح طور پر آگ لگی ہوئی دیکھتے ہیں۔ آنکھیں بند کرتے ہیں اور خاموش ہو جاتے ہیں"...... (۱۳ بھادوں سمبت)

(ج) اولڈ فیشن بزرگان اگر تحت الثرا میں چل رہے ہیں۔ تو نئی روشنی والے نوجوان ہمالیہ کی چوٹی پر ہوائی جہاز چلا رہے ہیں۔ درمیانی لوگ دامن کوہ کے دروں میں مصروف سیر ہیں۔ اہل دل عمارت کے غرور میں چکنا چور۔ ملازم پیشہ گذارہ و ترقی کی مستی میں مخمور۔ بیکار کاسہ گدائی بدست۔ اہل برادری۔ اہل وطن اپنی لگن میں دین و دنیا سے بے خبر۔ غیر وطنی اصحاب انکے پاؤں کے نیچے سے مٹی لگانے میں مست ہیں۔ سر دو پستاں باد آواں کے نقشے ہیں۔ مدہ فیل راہ باد ہندوستان کا فقرہ بھی ملاحظہ کیجئے۔

جگہ کس کس کو دوں قاتل تیرے ہاتھوں سے سینے میں
کٹاری کو چھری کو بانک کو خنجر کو پیکاں کو
نہ چھیڑو ہمیں ہم ستائے ہوئے ہیں نہ پوچھو ہمیں ہم دکھائے ہوئے ہیں" (۱۵ ہاڑ)

(۵) غیر مقامی کشمیری پنڈتان کا شرمناک رویہ

(ا) ہمارے بعض ..... بھائی بھی اپنی خوش گذرانی پر مغرور ہوکر ایسے دلشکن دواہی تباہی الفاظ کہدیتے ہیں کہ ناعاقبت اندیش صاحبان کے قومی اتفاق میں ایک وسیع خلیج بن جاتی ہے۔ دست نگروں کی دست نگری نہ کریں تو نہ سہی۔ مگر سرکوبی یا دھکیل دینے سے کیا فایدہ۔ آجکل چند اصحاب نے چند حرکات ایسی کی ہیں۔ جن کی تشریح کرنا مناسب نہیں جانتا.....

ان میں سے بہت سے وظیفہ خواران ریاست بہت سے دامن برداران اہل خلاف بہت سے امیدواران ملازمت یا تجارت۔ بہت سے طلبگاران مطالب و دوست ہیں (۵ اہاڑ)

(ب) ایسے ایسے اصحاب جو کشمیری جامہ میں سختی نکلے اپنے ہاتھ رنگ رہے ہیں قوم کے واسطے طوق لعنت بنے ہوئے ہیں۔ (۲۸ ہاڑ)

(ج) پنڈت .... صاحب یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ ان سے ملاقات پر دل بہت مکدر رہا۔ ان سے جواب سنا۔ بے تعلقی۔ بدمزگی۔ قطع تعلق اور انتقام گیری کا صاحب موصوف اہل قوم کشمیر کو کسیطرح قابل صحبت یا کشمیر کو قابل رہائش نہیں سمجھتے۔ قایل ہوجانے پر بندہ کو پریچر کا خطاب دیا۔ اتنا ہی قابل شکریہ ہے (۲۰ جیٹھ)

۶۔ کشمیری مسلمانوں کی چیرہ دستیاں

(ا) "پنجابی مسلمان خود کشمیر کا دورہ کرکے ان کشمیری مسلمانوں کو آمادہ کرتے اور انکی یہاں اور باہر ہرجگہ نمائیندگی کرتے ہیں۔ یہ کشمیری مسلمان حکام کی بھی پرواہ نہیں کرتے اور ہماری قوم کی ہر ناجایز طریقے سے بے عزتی و بے حرمتی کرتے ہیں۔ ہم انکی متواتر چیرہ دستیوں سے تنگ آگئے ہیں" (۱۱۔۵۔۲۳)

(ب) مسلمانوں نے آرگینیزیشن بنا رکھا ہے۔ یہاں سے انکی صدا پنجاب اور ہند کی انجمنوں میں جاتی ہے۔ غلط ہو یا راست وہاں کے لوگ اسکو طرح طرح کی رنگت دے کر ریاست کے حکام اور برٹش گورنمنٹ کے افسران کو ملامت کرتے ہیں اور کچھ نہ کچھ نتیجہ انکے حق میں نکل آتا ہے .... ہمارا کوئی آرگینیزیشن نہیں (۷ ہاڑ)

(ج) .... مندر بنانے نہیں دیا جاتا۔ ادھر دیوار بناتے ہیں ادھر مسلمان گرا کر ملبہ لے جاتے ہیں۔ استھاپن کو مسجد بنانے کے لئے جدوجہد کرتے ہیں۔ بلوہ کرتے ہیں

سرکار کے حکم کی پرواہ نہیں کرتے وغیرہ وغیرہ (۲۸ ہاڑ)

(۷) کشمیری مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ اور کشمیری پنڈتان کی تعداد میں کمی

(۱) ہمارا واسطہ جن لوگوں سے ہے۔ زمین دیگر آسمان دیگر۔ کہاوت ہے شیعہ بلق۔ سنی کشمیر جو بالے نگر مرے نہیں۔ عورت مرجائے تو شادی موجود۔ ایک خاوند مرجائے تو دوسرا حاضر۔

آپکی قوم میں برخلاف اسکے بیواؤں سے کوئی خاندان مستثنےٰ نہیں۔ اگر میں غلطی نہیں کرتا۔ مردم شماری میں تیس چالیس کے بعد پنڈتوں کا نام ونشان بھی نہ ہوگا۔ انکی جگہ کوئی اور قوم بسے گی ؂ (۱۵ ہاڑ)

(ب) استقبل ہمارا سعدومیت کا یقین دلا رہا ہے۔ دنیا تو ہماری مخالف رہتی ہے کمزور مار کھانے کو ہی ہوتے ہیں۔ مگر ہم خود ایک دوسرے کے مخالف ہیں حاسد ہیں بری نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کوئی ہمدرد نہیں۔ برسوں نہیں سوتے ہوئے قریباً مردوں کو جگانیوالے ہیں نہ کسیکو سنائی دیتا ہے۔ ایک کان سنا۔ دوسرے سے نکال دیا۔ بیڑا غرق ہو رہا ہے سب اپنے اپنے خیال میں مست۔ سراب نما عیش کی اس نیند میں جس کا نتیجہ موت ہے سو رہے ہیں!! (۲۰ جیٹھ)

۸۔ تجاویز و بہبودی قوم

(۱) میرا دلی منشا یہ ہے کہ کوئی صاحب جنکو پرماتما نے زیور ہمدردی قوم اور جنم بھومی سے آراستہ کیا ہو۔ جن کے دل میں پریم کی آگ جل رہی ہو...... اپنی ماتری بھومی میں تشریف لاکر اٹھائے دلِ قوم کو جو ناسور کی حد تک پہنچ گئے ہیں۔ بچشم غور دیکھیں۔ جن کی تشریح حوالہ قلم کرتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے ؂ (۱۷ ہاڑ)

(ب) حکومت میری طرف ابھی سے ترچھی نگاہ ڈال رہی ہے۔ مگر پرواہ کیا ہے....

چہ خوف از فوج احرار کہ باشد چوں تو کشتی گم.........

(ج) اگر سالانہ جلسہ تک پرماتما نے مجھکو صحت دی تو دو تین ریفارم پیش کرونگا مدرسوں کا اجرا۔ تعلیم نسواں کی وسعت۔ سنسکرت زبان کی ترقی۔ یادگاران بزرگان کی حفاظت اور یتیموں و بیواؤں کی دستگیری اہم معاملات ہیں۔ بال بدھوا دواہ کے واسطے رفتار زمانہ خواہشمند ہے اور سب سے زیادہ ترمقدم یہاں کے حالات ہیں

. . . . اِن پر روشنی ڈالنا خاص اخبار کے ذریعہ اشد ضروری ہے۔ (۱۳ بھادون)

(د) یہاں نہ کوئی اخبار ہے۔ نہ پریس نہ اجازت مِل سکتی ہے نہ مُنہ کھل سکتا ہے نہ شنوائی ہے اور اب چپ رہنے کا موقع نہیں۔ (۲۰ جیٹھ)

کیا کسی اخبار یا رسالہ سے آپ انتظام فرا سکتے ہیں کہ وہ اہل قوم کے دھارمک وشوشل عادات و اطوار کی اصلاح بلکہ قومی آرگنیزیشن کی ضرورت پر مضامین شایع کرے۔ قومی ضروریات اور مشکلات ہماری چھوٹی سی قوم کو جو متوطن کشمیر ہے۔ مجبور کر رہی ہے۔ کہ ہمارا آرگنیزیشن قائم ہو۔ ہماری مجالس دہلی۔ لکھنؤ وغیرہ کے اپنے ہموطنوں سے پوری ہمدردی کریں ؛

(۱۴) (اول سنگھٹن پھر شُدھی) آپ اور میں غالباً روحانی طور پر ایک ہیں آپکو شُدھی کی لگن لگی ہوئی ہے۔ میں شُدھی کو آسان بات سمجھتا ہوں۔ مجھکو دھن ہے کہ شُدھ کر کے لوگ کس قوم میں مِلائے جائینگے۔ چونکہ ہماری قومی ہستی خطرناک دریا کے فانی لہروں میں بغیر بادبان یا ملاح کے ڈوبتی جا رہی ہے۔ ایسی صورت میں دور اندیشی کا تقاضا ہے۔ کہ ڈوبتی ہوئی کشتی کو منجدھار میں سے نکال کر کنارے پر لگایا جائے۔ (۵ ہاڑ)

ہمکو اِس وقت صرف شُدھی کا ہی خیال نہیں۔ بلکہ قومی آرگنیزیشن کی سخت ضرورت ہے۔ (۷ ہاڑ)

ہماری سبھا نے صدہا لوگوں کو جن کا پلائے اثبات پھیل گیا تھا۔ واپس لیکر شامل برادری کیا جب اوروں کو حق حاصل ہے کہ لوگوں کو اپنی جاتی میں مخلوط کریں۔ تو ہمکو بھی استحقاق ہے کہ اپنے ٹوٹے ہوئے پیوستہ کریں۔ جُدا شدہ بھائی بندھوں کو واپس لیں ؛ (۵ ہاڑ)

(۹) قومی جوش و محبت

واقعات دنیا روز بروز نیا سبق سکھلاتے ہیں کوئی ہمدرد نہیں جسے سینہ کھول کر دکھلاؤں۔ بڑھاپے اور درد گردہ نے نکما بنا دیا۔ کام تو ہو ہی نہیں سکتا۔ قلم ہاتھ میں لیتے ہی کانپنے لگتا ہے۔ مگر اُمنگیں زیادہ تیز ہوتی جاتی ہیں !!

کیا پرماتما مجھ سن رسیدہ بوڑھے کی امیدیں بر لائے گا ! اور میں

اپنی زندگانی میں کچھ دیکھوں گا!"

صاحبان مفصلہ بالا سطور کے ملاحظے سے آپکو معلوم ہوگیا ہوگا کہ جناب پنڈت ہرگوپال صاحب کس پایہ کے آدمی تھے۔ آپکے خیالات کسقدر پاکیزہ و بلند تھے۔ قوم پرستی میں آپ لاثانی تھے۔ بے خوفی، راستبازی، قومی حب و دانشمندی، اعتقاد، مستعدی و کام کرنے کی طاقت آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ ایسی شخصیت کے دنیا سے اٹھ جانے پر جتنا رنج و افسوس کیا جائے تھوڑا ہے۔ لیکن ہمارا عقیدہ ہے کہ کوئی نیک چیز دنیا سے نیست و نابود نہیں ہوتی۔ پنڈت ہرگوپال صاحب کا جسم ہمارے سامنے موجود نہ رہا۔ پر آپ کی روح ہم میں موجود ہے۔ جو مانند ایک روشن ستارہ کے اس تاریکی میں ہماری رہبری کرے گی۔ پنڈت ہرگوپال صاحب مرے نہیں۔ زندہ ہیں۔ اس باطنی عقیدہ کو بیرونی شکل دینے کے لئے میں یہ تجویز کروں گا کہ پنڈت صاحب موصوف کی ایک شاندار یادگار کشمیر جنت نظیر میں قایم کیجائے جس سے کہ آیندہ نسل و قوم کی بہبودی ہو۔ یہی قومی ترقی کا راز ہے۔

پچھمی دہر کلہ

گرداب فنا

سچ ہے بشر نہیں جسے حب وطن نہیں
بلبل نہیں وہ جسکو ہوائے چمن نہیں
پروانہ کیا جو عاشق شمع لگن نہیں
گرویدہ ہو نہ جان پہ جو وہ بدن نہیں
نافہ نہ ہو تو ہیچ غزال تتار ہے
بے رنگ و بو جو پھول ہے گلشن میں خار ہے

سودائے عشق و قوم ہو جس سر میں سر وہ ہے
ہو جس جگر میں درد محبت جگر وہ ہے
غمخوار غیر ہو جو دل نوحہ گر وہ ہے
جس چشم میں ہوا شک وفا چشم تر وہ ہے

(جناب آبر مرحوم)

بلاکشان محبت کو کوئے یار کی طرف جانے کے سوا چارہ ہی کیا ہے۔ انہیں تو قلب مضطر کی تسکین کا ذریعہ ایک ہی معلوم ہے۔ یہ وہ کوچہ ہے جہاں بڑے بڑے پختہ کار دل

نے دھکے کھاتے۔ پھر ناتوان ہستیوں کا تو ذکر ہی کیا۔ بقول ایڈیٹر نیرنگ کوئے دلدار کے جانے والے قدم قدم پر مصیبتیں جھیلتے ہیں۔ سگ و دربان کے ناز اٹھاتے ہیں۔ احباب کے طعنے سہتے ہیں۔ رقیبوں کے آوازے پی جاتے ہیں۔ صرف اسی تمنا میں کہ اگر اس مست ناز تک رسائی ہو جائے۔ تو عرض مدعا کرنے کا موقع مل جائے۔ نظارہ جمال کا فرستم کیش جفا جو کی امید کی جھلک مقناطیسی اثر رکھتی ہے۔ قدم در یار کی طرف بے اختیار بڑھے جاتے ہیں۔ دل کی بے چینی کشاں کشاں صنم خانہ تک لے ہی جاتی ہے۔ خدام قوم کے دلوں میں آرزوؤں اور تمناؤں کا ہجوم ہے۔ ہر وقت یہی فکر رہتی ہے کہ قوم اپنی کمزوریوں کو دور کرکے اور تمام دنیا میں سربرآوردہ اور نیک نام ہو ہم اس حب الوطنی۔ ہمدردی ایثار کا ایسا معیار قایم کر دیں۔ جو مقبول عام۔ سب سے پہلا فرض ہمارے لئے یہ جان لینا ہے کہ کون سے امراض قوم کو گھن کی طرح اندر ہی اندر کھو کھلا کر رہے ہیں۔

اس تشخیص میں ہمکو شیو نرائن بہار۔ تربھون ناتھ ہجر۔ رتن ناتھ سرشار۔ اندر پرشاد کچلو۔ سرکشن تکرو۔ پران ناتھ سرستی۔ شام نرائن مسلدان۔ سرکشن کول۔ نرنجن ناتھ مشتاق۔ بیشمبر ناتھ مشران۔ اقبال نرائن مسلدان۔ بشن نرائن در جیسے وطن پرست حاذق طبیبوں کے تجربات سے فایدہ اٹھانا چاہئے۔ انکو بچوں کو زیور پہناتے۔ صغرسنی کی شادی۔ اخراجات کی زیادتی۔ لڑکیوں کو تعلیم نہ دینے اور اس قسم کے دیگر رواجوں کے ہٹانے میں ایک حد تک کامیابی حاصل ہوئی۔ مگر اس زمانہ کی سوسائٹی کی عادات خصایل کا ایسا گہرا رنگ ہر فرد قوم پر چڑھا ہوا تھا کہ اسنے مریض کو دوا پینے تک سے باز رکھا اور اگر بہ ہزاران منت وسماجت دوا پلا بھی دی گئی تو اس کا اثر دیرپا نہ ہوا۔ کیونکہ امراض دیرینہ کا علاج یکایک غیر ممکن ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بیماریاں جڑھ سے نہ گئیں۔ صرف متاخرین نے انکے نام دوسرے رکھ لئے۔ ع

مرض بہ ہیں وسبب جوُد خود معالجہ کن طبیب کیست فلاطوں اگر شود بیمار

اگر علاج معقول فوراً نہ ہوا تو وہ قوم جسکے کشمیر میں ۵ فیصدی افراد باقی رہ گئے ہیں منزل گور کی طرف روانہ ہو جاوے گی۔ اور اسکی تجہیز و تکفین کا بار راور لایق اور قابل ہندو قوموں پر جنھوں نے اپنی حالت سنبھال لی ہے پڑ جائے گا۔ طولانی دیباچہ جو دلکی تپش

کا اظہار کرنا چاہتا ہے۔ شاید طبیعت عالی کو برافروختہ کرے۔ اسلئے تفصیل امراض درج ذیل ہے۔ شادی کی فضول خرچی۔ نوجوانان قوم کی شادی کیطرف سے بے توجہی۔ بیوہ کی شادی نہ ہونا۔ لانڈہبی۔ زرپرستی۔ تجارت کیطرف عدم توجہی۔ خودغرضی۔ تصنع سے بھری زندگی۔ قماربازی وعیاشی۔ قومی ریفارمروں نے تمام سایل سوشل ریفارم پر بذریعہ تقریر یا تحریر ہر قسم کی کوششیں کیں۔ کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جہاں ایسی زبردست شخصیتوں کا اثر قوم پر نہ ہوا تو ہمہ شمہ کا تو ذکر ہی کیا۔ وہ بے چارے کس کھیت کی مولی ہیں۔ یہ سب اعتراض صحیح ہیں۔ مگر ساتھ ہی اسکے یہ بھی ماننا پڑے گا کہ دنیا بہ امید قایم۔ جو باتیں اسوقت قبل از وقت تھیں شاید اب ممکن ہوں۔ بہرحال نقیر کا فرض صدا لگانا ہے۔ خواہ کوئی سوال پورا کرے یا نہ کرے۔ گذشتہ کانفرنس کے تجربہ تلخ نے ہمیں صاف بتا دیا کہ صرف ترمیمات کو سطح کاغذ پر مقید کرنے سے ہی کام نہ نکلے گا۔ انہیں عملی جامہ پہنانا ہوگا۔ تعجب ہے کہ باوجود تعلیم وتربیت کے اعلےٰ پیمانہ پر دیئے جانے کے ہم کو اپنے ارادوں میں کامیابی کیوں نہیں ہوتی۔ یہ کرنا چاہئے۔ وہ کرنا چاہئے۔ مگر سب زبانی داخلہ۔ جس وقت اچھی نظیر قایم کرنے کا موقع آتا ہے۔ یار لوگ یہ کہہ کر کہ کون مستورات کے معاملوں میں دخل در معقولات کرکے اپنی جان کے لئے بکھیڑا مول لے۔ ٹال دیتے ہیں۔ اب تو بفضل خدا لایق وفایق لیڈرز ہماری قوم میں موجود ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ اب ہم اپنے عمدہ خیالات کو عملی جامہ نہیں پہنا سکتے۔ وہ جاہلانہ opposition چلا گیا اب تو چشم بد دور ہماری لیڈرز ہم سے اچھا نقایص کو دور کرنے میں کوشاں ہوسکتی ہیں۔ جو ہماری ترقی کے سد راہ ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ آپ کو اپنے غریب بھائیوں اور بہنوں کی تکالیف کو کم کرنے کا خیال نہیں اور اگر ہے تو آپ اسکے ثبوت میں باتفاق رائے شادی کے لازمی اخراجات کو ایک ایسی رقم پر جس کا بار اٹھانا غریب سے غریب کے لئے ممکن ہو۔ محدود نہیں کرتے۔ مانا کہ ایک سپرو ایک کاک۔ ایک نہرو۔ ایک ہکسر۔ ایک بخشی۔ ایک کول۔ ایک زتشی۔ ایک اٹل۔ ایک رینہ کے لئے لڑکی کی شادی میں ۲۰ یا ۳۰ ہزار روپیہ خرچ کردینا ایک معمولی بات ہے مگر اور کیا کریں جن کے کہ حیطہ امکان میں ایک ہزار ہی ایک لاکھ کے برابر ہے۔ وہ اس بار اٹھانے کے بھی قابل نہیں۔ اگر قوم کے دولتمند اشخاص ہر شخص کی آمدنی

واخراجات کا ماہواری یا سالانہ حساب دیکھ سکیں۔ تو فیصدی ۸۰ کی حالت زار دیکھکر ممکن نہیں کہ انکے آنسو نکل آئیں۔ اِسوقت ان کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ انکے شادی کے موقع پر کثیر اخراجات کی نظیر قوم کے حق میں مہلک ثابت ہو رہی ہے۔ ۵۰ روپیہ ماہوار کی آمدنی والے پنڈت صاحب کے لئے بھی پانچ تان لازمی ہیں۔ تو سوائے قرض لینے کے اور چارہ ہی کیا ہے۔ اب تو اگلی کھرچن بھی نہیں رہی۔ اِدھر گرانی اشیاء نے ناک میں دم کر رکھا ہے۔ ایسی حالت میں لڑکے والوں کی طرف سے کسی نہ کسی پیرایہ میں پانچ تان پر اصرار کا فیصلہ نادر شاہ درانی کے حکم "بزن" سے کہیں زیادہ ظالمانہ ہے لڑکیوں کی ماں بیچاری رات دن یہی سوچا کرتی ہے۔ کہ کیونکر اس بار سے سبکدوش ہووے (اشعار)

ہر لحظہ گردشِ فلکی سے حالِ زار — فرطِ ملال و غم سے ہیں رہتی ہوں اشکبار
کوئی نہیں شفیق نہ ہے کوئی غمگسار — اظہار کس سے کیجئے حالِ پر اضطرار
تاب و تواں نہیں ہے میرے جسمِ زار میں — نے تابِ صبر ہے دلِ پر اضطرار میں

اِدھر نوجوانانِ قوم کے دماغ میں بوجہ ناولوں کے کثرت مطالعہ اور یورپ میں چندماہ یا چندسال کے قیام کے یہ دھن سمائی ہے۔ کہ انسان کے لئے جان بوجھ کر شادی کی آفتوں میں اپنے تئیں ڈالنا سراسر حماقت ہے۔ بیکار شادی کر کے غریب کشمیری لڑکوں یا لڑکیوں کی تعداد بڑھانے سے کیا حاصل ہوگا۔ بجائے اس کے کہ زیادہ لوگ تکلیف میں زندگی کے دن پورے کریں۔ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ کچھ تو زندگی آرام وچین سے کاٹیں۔ اگر روپیہ کی طرف سے اطمینان دلایا جاوے۔ تو بھی ہمارے بگڑے دل نوجوانانِ قوم یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اگر لڑکی کے عادات خصائل۔ لیاقت۔ ذہانت۔ مزاج طرز رہائش حسن صورت و حسن سیرت کے دیکھنے جانچنے اور پرتالنے کی وہی سہولتیں حاصل نہ ہوں جو یورپ کی اقوام کو میسر ہیں تو محض ایک ماس کے لوتھڑے کے صرف کھانا بنانے کی وقت رفع کرنے کی غرض سے گھر میں لا کر ڈال دینے سے کیا فائدہ۔ آخر گھر کوئی چڑیا خانہ تو ہے ہی نہیں۔ جہاں حضرت ڈارون Darwin کے مورث اعلےٰ اور ننگ وٹانگ کی مادہ منگوا کر برائے تفریح احباب با مذاق رکھی جاوے۔ع

بریں عقل و دانش بباید گریست

ارے بھائی اگر تعلیم میں کسر ہے تو اسکو تو آپ خود بہت کچھ پورا کر سکتے ہیں۔ باقی رہا حسن۔ اس بارے میں یہ عرض ہے۔ کہ حسن اگر دنیا میں ایک حصہ ہے تو بدصورتی ہزار۔ جب یہ صورت ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ پری خانہ سب آپکے ہی ہاتھ آجاوے۔ اور قوموں کے مقابلہ میں آپکی لڑکیاں شکل وصورت میں کہیں اچھی ہیں۔ مگر آپ تو صرف اچھی شکل اور خوش سلیقگی سے خوش نہیں ہوتے۔ آپ سنسکرت ہندی اور فارسی کی تعلیم خواہ وہ کیسی ہی اعلیٰ کیوں نہ ہو محض تضیع اوقات تصور فرماتے ہیں۔ مغربی طریق رہائش۔ طرز معاشرت کے گرویدہ اصحاب اگر کبھی ان زہریلے اثرات اور بدنما پہلوؤں پر غور کریں۔ تو ان کو معلوم ہو جاویگا کہ ہم مغربی قوموں سے باوجود سینکڑوں نقائص کی موجودگی کے بہت سی باتوں میں بہتر ہیں۔ اس تمام سمع خراشی سے مراد احقر یہ ہے۔ کہ تازہ نوجوانان قوم کی شادی کیطرف سے عدم توجہی یا اس کی ضرورت ہی نہ محسوس کرنا۔ قوم کو گرداب فنا میں ڈال چکی ہیں۔ اگر چند سال اور یہی حالت رہی اور کشمیری لڑکیوں کے دلوں پر نقش ہو گیا۔ کہ کشمیری لڑکوں سے شادی کی امید ایک امید موہوم ہے۔ تو پھر دنیا کی کوئی طاقت انکو غیر برادری کے اصحاب سے شادی کرنے کے مانع نہیں ہوسکیگی۔ پھر اس عظیم الشان محل کو جسکا کہ نام کشمیری قوم ہے۔ کوئی سیلاب کے زور سے بچا نہ سکیگا۔ اینٹوں تک کا پتا ملنا دشوار ہو جاوے گا۔ کیا اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی مارنا خلاف عقلمندی نہیں ہے۔ کیا ہم ظاہری ٹیپ ٹاپ اور تصنع کو الوداع نہیں کہ سکتے۔ کیا ہم اپنی ضرورتوں کو کم کرکے شادی شدہ حالت میں خوش نہیں رہ سکتے۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ خود بھی چپلی پہنیں اور اپنے شریک رنج وراحت (Better half) سے بھی فہمائش کریں کہ ڈاسن کے بوٹ کو چھوڑ کر چپلی پہنے اور پھر دیکھئے کہ زندگی کیسے لطف سے کٹ سکتی ہے۔

(بے خبر)

ہماری رسومات

رسومات کشمیری پنڈتان جن کا ادا کرنا ہر ایک کشمیری پنڈت کے لئے لازم ہے مفصلہ ذیل ہیں۔ (۱) کانہتر (۲) موتراشی (۳) زنار بندی (۴) شادی (۵) کریاکرم

وغیرہ انکے ادا کرنے میں از روئے دہرم شاستر بہت سے قواعد کی پابندی لازمی ہے۔ لیکن بباعث لاعلمی کے وہ ٹھیک طور سے ادا نہیں ہو سکتیں۔ اکثر اوقات گورو صاحبان سے دریافت کرنا پڑتا ہے کہ فلاں منتر و کریا کا کیا مطلب ہے اس لئے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ نقص رفع کر دیا جاوے بدیں طریق کہ یہ کام چند گورو صاحبان کے سپرد کیا جاوے تاکہ وہ ہر ایک سنسکار کے منتروں و کریا کا سلیس عام فہم عبارت میں ترجمہ کر کے ایک پمفلٹ کی شکل میں شایع کر دیں۔ یا بہار کشمیر میں چھپوا دیں جس سے اہالیان برادری کو منتروں کے سمجھنے اور کریاؤں کے ادا کرنے میں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ فی زمانہ انگریزی تعلیم اور نئی روشنی نے لوگوں کے خیالات اپنے مذہب سے بالکل ہٹا دیئے ہیں اور وہ ادائگی رسومات کو فضول خیال کرتے ہیں۔ اسکی وجہ سوائے اسکے کچھ اور نہیں معلوم ہوتی۔ کہ وہ اپنی مذہبی تعلیم سے بے بہرہ ہیں اور نہیں جانتے کہ ان سنسکاروں کا کیا مطلب ہے یہ امر بھی واضح رہے کہ رشیوں اور منیوں نے برائے فلاح و بہبودی انسان یہ طریقہ جاری کیا ہے اور اسمیں دو فایدے ہیں۔ ایک تو اِس دنیا کا اور دوسرا عقبےٰ کا بشرطیکہ شردھا ہو۔ کیونکہ سب شاستروں میں مندرج ہے کہ ایک کام اگر شردھا سے کیا جاوے تو پہل دائک ہوتا ہے ورنہ اس کا کرنا نہ کرنا بے سود ہے۔ اِس مدعا کے حاصل کرنے کے لئے بچوں کے لئے بہت ضروری ہے کہ انکو اوایل عمر میں مذہبی تعلیم دیجاوے اور ایسوسیشن ایجوکیشن فنڈ میں سے کچھ روپیہ اسی مطلب کے لئے علیحدہ کرے۔ اگر یہ نامناسب ہو تو ایک الگ فہرست اِسی مطلب کے لئے کھول دیجائے۔ اکثر اصحاب یہ عذر اٹھاتے ہیں۔ کہ سنسکرت کی تعلیم سے فی زمانہ کچھ حاصل نہیں ہے۔ بغیر انگریزی تعلیم کے روزگار وغیرہ ملنا مشکل ہے۔ اگرچہ یہ اعتراض کسیقدر ٹھیک ہے لیکن جب اور قومیں انگریزی تعلیم کے ساتھ مذہبی تعلیم کا بھی انتظام کر سکتی ہیں تو کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ کیوں ہماری قوم میں جو بفضل خدا اور قوموں سے کسی طرح گری ہوئی حالت میں نہیں ہے۔ یہ تعلیم ضروری و لازمی نہ قرار دیجائے۔ اِس سے بہت فایدہ ہوگا۔ لوگوں کا مذہبی اعتقاد متزلزل نہ ہوگا اور انکے دل میں اپنی سوسائیٹی سے باہر جانے کا خیال کبھی پیدا نہ ہوگا۔ میں امید کرتا ہوں کہ کوئی اور صاحب بھی اس معاملہ پر اپنے خیالات ظاہر فرماویں گے ؁

لسشمبر ناتھ زتشی ۲ر اکتوبر سنہ ۱۹۲۴ء

کیسا ہوائے حرص میں برباد ہے بشر — سمجھا ہے زندگی کو یہ مشتِ غبار کیا
خلعت کفن کا ہم تو زمانہ سے لے چلے — اب ہے عروسِ مرگ تجھے انتظار کیا
بعد فنا فضول ہے نام و نشاں کی فکر — جب ہم نہیں رہے تو رہے گا مزار کیا
اعمال کا طلسم ہے نیرنگِ زندگی — تقدیر کیا ہے گردشِ لیل و نہار کیا
چلتی ہے اِس چمن میں ہوا انقلاب کی — شبنم کو آئے دامنِ گل میں قرار کیا
تفسیر حالِ زار ہے بس اِک نگاہِ یاس — ہو داستان درد کا اور اختصار کیا
دونوں کو ایک خاک سے نشو و نما ملی — لیکن ہوائے دہر سے گل کیا ہے خار کیا
چھٹکی ہوئی ہے گورِ غریباں پہ چاندنی — ہے بیکسوں کو فکرِ چراغِ مزار کیا
کچھ گل نہاں ہیں پردہ خاکِ چمن میں بھی — تازہ کرے گی انکو ہوائے بہار کیا
راحت طلب کو درد کی لذت نہیں نصیب — تلووں میں آبلے جو نہیں لطفِ خار کیا
خاکِ وطن میں دامنِ مادر کا چین ہے — تنگی کنار کی ہے لحد کا فشار کیا

انساں کے بغض و جہل سے دنیا تباہ ہے
طوفاں اٹھا رہا ہے یہ مشتِ غبار کیا

کشمیری پنڈتس ایسوسی ایشن لاہور

کشمیری پنڈتس ایسوسی ایشن لاہور کی ایگزیکٹو کمیٹی کا اجلاس بروز یکشنبہ بتاریخ ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۴ء بمکانہ رائے بہادر پنڈت جوالا پرشاد صاحب شنگلو ایم۔ اے ایل۔ ایل۔ بی۔ پبلک پروسیکیوٹر۔ لاہور منعقد ہوا جسمیں مفصلہ ذیل امورات پیش ہوئے۔

بہار کشمیر بہار کشمیر میں جلد ہندی حصہ کے شایع کئے جانے کے بارے میں غور کیا گیا۔ ایڈیٹر صاحب نے جو دقتیں پیش آتی ہیں مثلاً نامہ نگاروں کی بے توجہی بیان فرمائیں۔ چنانچہ ایسوسی ایشن کے پاس بھی جو درخواستیں اسکے متعلق موصول ہوئیں ہیں۔ ان کا بھی ذکر کیا گیا۔ مگر لطف یہ ہے کہ ہندی کے مضامین کسی صاحب نے بھی ارسال نہیں فرمائے۔ اصحاب برادری کو غالباً معلوم ہوگا کہ بہار کشمیر

کے جملہ کارکن (Honorary) (بلامعاوضہ) کام کرتے ہیں۔ اسلئے ہر فرد بشر کا یہ فرض ہے کہ وہ اُسے دلچسپ و مفید و ہر دلعزیز بنانے میں کوشاں ہو۔ اپنی برادری کی بہنوں سے اُمید قوی ہے۔ کہ وہ ہندی حصہ کے لئے بہت جلد مضامین ارسال فرمائینگی تاکہ ہندی حصہ بھی جسکو ایسوسی ایشن نے منظور فرمایا ہے۔ اگلے ماہ سے ہی شائع ہوا کرے۔

امدادی فنڈ ایک کشمیری پنڈت سنیاسی موسومی تاراچند جو کشمیر سے بہ رفتار تشریف لیجا رہے تھے چند روز کے لئے راجہ دینا ناتھ صاحب مدن مرحوم کی دھرم سالہ میں مقیم ہوئے۔ کہ یکایک انکی طبیعت بروز پنجشنبہ ۵۔ اکتوبر سنہ ۲۴ء علیل ہوئی اور وہ اگلے روز ہی اس جہان فانی سے کوچ کر گئے۔ جب اس واقعہ کی اطلاع ایسوسی ایشن کو ملی۔ تو اسی وقت انکی تجہیز و تکفین کا انتظام کیا گیا۔ چنانچہ مبلغ ۱۵ روپیہ جو اس موقع پر خرچ کئے گئے اسکی منظوری ایسوسی ایشن کے امدادی فنڈ سے دی گئی۔ پنڈت ٹِکہ لعل صاحب شاستری نے اس موقع پر خاص طور سے مدد دی۔ اور اس سنیاسی کے سنسکار کے فرائض انجام دیئے۔

اخراجات ایسوسی ایشن ایسوسی ایشن کے فارم چھپانے کا خرچ مبلغ گیارہ روپے منظور کیا گیا۔

سالانہ جلسہ ۱۹۲۴ء سالانہ جلسہ کی تاریخ ہائے انعقاد ۲۵ و ۲۶ دسمبر سنہ ۱۹۲۴ء مقرر کی گئیں۔ اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس مرتبہ بھی حسب معمول چند انعامات ان طلبا کو دیئے جائیں جو امتحانات پنجاب یونیورسٹی میں اپنی برادری میں اول رہے ہوں۔ چند انعامات کارچوب۔ کروشیا۔ سوزنگاری و دیگر متفرق انعامات و اخراجات منظور کئے گئے۔ یعنی کل مبلغ دو سو پچاس روپیہ کا بجٹ منظور کیا گیا۔ پہلا روز تو صرف لیکچرار صاحبان و ایسوسی ایشن کی سالانہ کارروائی کی رپورٹ وغیرہ کے لئے مخصوص کیا گیا۔ اور یوم دیگر کانفرنس کے لئے۔ یہ کانفرنس دو معاملات پر غور کرے گی۔ (۱) اصلاحات قومی۔ (۲) تعلیمی فنڈ جس کا انعقاد دسمبر سنہ ۲۲ء میں ہوا تھا۔ اور ایسی عملی تجاویز برادری کے سامنے پیش کرے گی۔ جس سے برادری کی شکستہ حالت کی اصلاح ہو سکے ؎

اصلاحات رسوم برادری

اصلاحات برادری کے متعلق اس میٹنگ میں بہت دیر تک بحث ہوتی رہی۔ اور یہ محسوس کیا گیا۔ کہ اس زمانہ میں رسومات کی زیادتی اور برادری کی بربادی کا باعث ہو رہی ہے۔ مثلاً رسم زنار بندی جس کا اصل مطلب لڑکے کو زندگی کا مذہبی پہلو دکھانا ہے۔ نیز برہم چریہ پر قایم رہنے کی تعلیم دینی ہے۔ اس موقعہ پر اس قدر زر کثیر خرچ کرنا کہ عرصہ دراز تک قرض کے بار سے سبکدوشی نہ ہو۔ بہت نادانی و ناعاقبت اندیشی ہے۔ یہی حال شادی وغیرہ و دیگر رسومات کا ہے۔ ہر فرد بشر اس بات کو محسوس کرتا ہے۔ کہ ان رسومات کے موقع پر روز افزوں زیادتی اخراجات ہمارے افلاس کا باعث بن رہی ہے۔ اس فضول خرچی کا ترک کرنا لازمی ہے۔ مگر انگشت نمائی کے خوف سے کوئی شخص حوصلہ نہیں کرتا کہ میدان عمل میں آکر اصلاح کا سبق دے۔ چنانچہ ایسوسی ایشن نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ امسال سالانہ جلسہ کے موقع پر کشمیری پنڈتان کی رسومات کا ایک دستور العمل بنایا جائے اور مستورات برادری سے خاص طور سے درخواست ہے کہ وہ اس کار خیر میں حصہ لے کر اس تجویز کو عملی جامہ پہناویں۔ ہماری رسومات کا انحصار زیادہ تر مستورات پر ہی ہے۔ اور وہ یہ بات بخوبی سمجھتی ہیں۔ کہ کن کن اصلاحات کی ضرورت ہے۔ اور وہ کس طرح خوش اسلوبی کے ساتھ عمل میں لائی جا سکتی ہیں۔ اس سلسلہ میں بہار کشمیر بابت ماہ اگست ۱۹۲۴ء صفحہ ۱۱-۱۲-۱۳ ملاحظہ ہو۔ جہاں کہ ان امور کی وضاحت کے ساتھ تشریح کی جا چکی ہے۔ ان کے یہاں دہرانے کی چنداں ضرورت محسوس نہیں ہوتی ۔

زر کثیر خرچ کرنے پر ہی اکتفا نہیں۔ بلکہ لڑکے و لڑکیوں کے تان تلاش کرنے میں جو دقتیں پیش آتی ہیں۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ ان کا اندازہ آپ خود لگا سکتے ہیں تقریباً ۹۰ فیصدی گھر ایسے ہیں۔ جو لڑکیوں کے لئے بر تلاش کرنے میں برسوں سرگردان و پریشان رہتے ہیں۔ کہیں اچھا گھر نہ ملنے کا فکر دامنگیر ہے۔ کہیں زر کا سوال طبیعت کو مکدر کرتا ہے۔ شادی کے موقع پر لڑکی والوں کو تو خاصکر ہوش نہیں آتا۔ شادی کا لطف خاک نہیں۔ دن بھر تو غریب رسومات میں الجھے رہتے ہیں۔ نہ کھانے کا لطف نہ دوست و لواحقین کے ملنے کی خوشی۔ یہی سوچتے

ہیں۔ کہ کس طرح یہ رِن کٹیں۔ تو جان میں جان آتے۔ اِن سب باتوں کو مدنظر رکھکر ایسوسی ایشن کی طرف سے ایک انعام مبلغ دس روپے کا اس شخص کو دیا جائیگا جو ایسی تجاویز پیش کرے۔ کہ کم خرچ و بالا نشین ہوں۔ پوجا اس طریق سے کرائی جائے۔ کہ اشلوکوں کے معنوں سے بھی واقفیت ہوجائے۔ اور اِن رسومات کی اہمیت سے بھی حاضرین واقف ہوجائیں۔

جب یہ باتیں کماحقہ طور سے واضح ہوجا ئینگی۔ تو دقت نہیں پیش آئے گی کہ اگر دیگو کے موقع پر کبوتر کا جوڑا میسر نہ آسکے تو نوشہ ویگو پر سے جنبش نہیں کرسکتا۔ یا اگر گھر کی بڑی بوڑھی نے کرول نہیں بنایا۔ تو شادی خانہ کا کام ہی رُک جائے۔ جو اصحاب کہ اِس مضمون کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ وہ اسکی اہمیت کا اندازہ انعام کی نہایت ہی قلیل رقم سے نہ کریں۔ کیونکہ اِس کارِ عظیم کے لئے تو اس ناچیز انعام کی کچھ بھی حقیقت نہیں۔ البتہ اگر وہ اپنے بھائیوں کے درد کو محسوس کرتے ہیں۔ اور ان کی تکالیف و مصیبت کو اپنی تکلیف خیال کرتے ہیں تو اس کام کو شروع کریں یا ورہمت مرداں مدد خدا کو کہہ کر آج ہی سے اس میں ہمہ تن مصروف ہوجاویں ؎

بہر کاسے کہ ہمت بستہ گردد اگر خارے بود گلدستہ گردد

ایسوسی ایشن اپنے برادران وطن سے امید رکھتی ہے کہ وہ اصلاحات کے خیال کو معمولی سی بات سمجھ کر دل سے نہ بھلا دینگے۔

اِسقدر تفصیل کے ساتھ تحریر کی ضرورت اِس وجہ سے بھی لاحق ہوئی۔ تاکہ اصحاب برادری دخواتین جو سالانہ جلسہ کے موقع پر تشریف لاویں۔ وہ اِن مضامین پر بحث کرنے کے لئے بالکل تیار ہوں۔ اور منظور شدہ تجاویز کو بہت جلدی عملی جامہ پہنایا جاسکے ؛

رادھے لعل کول سکرٹری کشمیری پنڈتس ایسوسی ایشن۔ لاہور

کشمیری پنڈت ایسوسی ایشن لاہور

از آنکہ کشمیری پنڈت ایسوسی ایشن لاہور کے سالانہ جلسہ کا انعقاد حسب دستور سابق ماہ دسمبر ۱۹۲۴ء میں ہونا قرار پایا ہے۔ لہذا خواتین و اصحاب برادری کی توجہ مفصلہ ذیل امورات کی جانب مبذول کی جاتی ہے:۔

(۱) نمائش و دستکاری (الف) اس میں سوزنکاری کروشیا و کارچوب کے کام کی اشیا شامل ہونگی۔ ہر ایک صیغہ میں ایک ایک انعام خواتین کی بھیجی ہوئی بہترین اشیاء کے صلے میں دیا جائے گا۔ اور علے ہذا ایک ایک انعام لڑکیوں کی ارسال کردہ بہترین اشیا کے لئے دیا جائے گا۔ علاوہ ازیں دیگر لڑکیوں کی حوصلہ افزائی کے لئے بھی چند انعامات دیئے جائینگے۔

نوٹ:۔ انعامات صرف انہیں اشیاء کے لئے دیئے جائینگے جو امسال تیار شدہ ہوں۔

(ب) اسمیں پارچہ جات بیونتا۔ تراشنا و سینا وغیرہ شامل ہوگا۔ جو لڑکیاں عمدہ پارچہ تیار کریں گی۔ انہیں ایسوسی ایشن کی طرف سے انعامات ملیں گے۔ مقابلہ کا امتحان تین خواتین قوم کے سامنے ہوگا۔ اور پارچہ وغیرہ ایسوسی ایشن کی طرف سے دیا جائیگا امتحان کی تاریخ وقت و جگہ سے بعد میں اطلاع دیجائے گی۔ جبکہ مقابلہ میں شامل ہونیوالی کم از کم ۶ لڑکیوں کے نام ایسوسی ایشن میں پہنچ جائینگے۔

(۲) انعامات برائے طلبا سال گذشتہ کے پنجاب یونیورسٹی کے امتحانات ایم اے بی اے انٹرمیڈیہ بیائٹ و شاد و انٹرنس کے کامیاب طلبا کو چند انعامات عطا کئے جائینگے۔ بشرطیکہ کمیٹی کی رائے میں وہ مستحق انعامات ہوں۔ یہ انعامات صرف لوکل کالج و سکول کے طالبعلموں کے لئے ہی مخصوص ہیں۔

نوٹ:۔ نوجوانان قوم جو ان امتحانات میں اپنی برادری میں اول رہے ہوں اپنے نام معہ پتہ و ڈویژن وغیرہ سے جلد اطلاع دیں۔ تاکہ انعامات کے تقسیم کرنے میں کسی قسم کی غلطی کا احتمال نہ ہو۔

۳۔ انعام برائے اصلاح قوم:۔ ایک انعام اس شخص کو دیا جائے گا۔ جو کہ بہترین

مضمون در بارہ تخفیف اخراجات بر موقعہ شادی و زنار بندی تحریر کرے گا۔ اس مضمون میں کشمیر و ہند کی رسومات کا مقابلہ اور وہ طریقہ جس سے کہ وہ رواج برادری میں بہ آسانی رائج ہوسکے درج ہونا چاہیئے۔ اس میں خواتین کو خاص طور سے دلچسپی لینی چاہیئے ؛

(۴) جسمانی ورزش چند انعامات ان نوجوان قوم کو دیئے جاینگے جو جسمانی ورزش کے کھیل دکھاینگے۔ اس میں گتکا وغیرہ بھی شامل ہے۔ اس کے علاوہ مبلغ ۱۲۵ روپیہ کے دو اور انعامات ہیں جو پنڈت شیونراین صاحب ہاکچر (دہلی) نے عطا فرمائے ہیں۔ اور جنکی شرائط وغیرہ ماہ ستمبر کے رسالہ صفحہ ۱ میں درج ہیں

(۵) بچوں کے انعامات چند انعامات ان بچوں کو دیئے جاوینگے۔ جو دلچسپ نظمیں بھجن سندھیا پڑھکر سناوینگے ؛

(۶) ضروری ہدایت تمام اشیائے نمایش و مضامین وغیرہ خاکسار کے پاس یکم دسمبر ۱۹۲۲ء تک مفصلہ ذیل پتہ پر پہنچ جانے چاہئیں۔ ارسال کنندہ کا نام معہ مفصل پتہ خوشخط درج ہونا چاہیئے۔ اور اگر اشیائے ارسال کردہ برائے فروخت ہوں تو قیمت بھی درج ہونی چاہیئے۔

عطیہ جات برائے امداد ایسوسی ایشن شکریہ کے ساتھ قبول کئے جاینگے۔ اور باقاعدہ رسیدیں جاری کی جاینگی۔ تمام خط و کتابت خاکسار کے نام ہونی چاہیئے ؛

نیازمند

پنڈت رادھے لال کول جنرل سکرٹری کشمیری پنڈت ایسوسی ایشن لاہور چونہ منڈی ملتانی محلہ

کوائف کشمیر

(نامہ نگار مقیم سرینگر کی قلم سے)

ریشم خانہ کے مقدمہ کا فیصلہ۔ بہار کشمیر ماہ اگست کے پرچہ میں ریشم خانہ کے مکمل حالات چھپ چکے ہیں۔ ان کی نسبت زیادہ بحث کرنے کی اب چنداں ضرورت نہیں ہے مقدمہ

پرداز جوکہ اِس بلوہ کے بانی مبانی تھے ۲۵ کی تعداد میں گرفتار کئے گئے تھے۔ اور ان پر چودھری نیاز احمد صاحب بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی سپیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں کار سے استغاثہ دایر کیا گیا تھا۔ عدالت نے فیصلہ سنا دیا ہے۔ پندرہ اشخاص کو چھ ماہ کی قید کی سزا دیگئی ہے اور باقیوں کو مجسٹریٹ صاحب نے بری بھی کر دیا ہے۔ مقدمہ کا فیصلہ سنتے ہی شہر میں مسلمان دوکانداروں نے ہڑتال کر دی۔ لیکن ہڑتال مکمل یا کامیاب نہیں تھی۔ معلوم ہوا ہے کہ فیصلہ سے پہلے ہی مسلمانوں کی طرف سے دھمکی کا جو رویہ اختیار کیا گیا تھا۔ اس کی اطلاع حکام کو مل چکی تھی۔ اس لئے امیراکدل میں کچھ فوجی تعینات کر دیئے گئے تھے۔ جنہوں نے امیراکدل میں ہڑتال کو روک دیا لیکن شہر کے کچھ اندرونی بازاروں میں ہڑتال ہو گئی۔ جب حکام نے ہڑتال کنندگان کا پتہ لگانا شروع کیا تو ڈر کے مارے ہر ایک نے دوکان کھولدی۔ اِس طرح سے ہمارے برادران وطن کی ہڑتال ادھوری رہی اور خاطر خواہ کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ مزدوران ابریشم خانہ کام پر واپس آگئے ہیں۔ گو ظاہراً حالات کشمیر میں اب بہتر ہیں لیکن بدمعاش موقعہ کی ہر وقت تاک میں رہتے ہیں۔ اور صرف او بھگتے کو ٹھیلنے کا بہانہ ڈھونڈتے ہیں۔ ذراسی بات پر بگڑ جاتے ہیں۔ کچھ دن ہوئے۔ کہ ایک پنڈتانی دیوی مہاں کالی کے چبوترے کو گوبر سے لیپ پوچا کر رہی تھی۔ فسادی جوش میں آگئے راہ گذر پر نوٹس لگا دیا کہ کوئی ہندو اِس راستہ سے نہ گذرے۔ چونکہ یہ فعل حقوق عام میں مداخلت کے مترادف تھا۔ اِس لئے پولیس نے موقعہ پر پہنچکر نوٹس پھاڑ دیا اور عوام کو چبوترے پر جانے کی اجازت دی۔

احکامات متعلقہ نیل گائے۔ تمام کشمیری طبقہ میں خصوصاً اور عام ہندؤں میں بالعموم یہ خبر نہایت مسرت کے ساتھ سنی جاویگی۔ کہ دربار نے نیل گائے کے ہلاک کرنے کا جو حکم صادر کیا تھا۔ وہ واپس لے لیا ہے۔ اِس تھوڑے سے عرصہ میں ہی جب تک کہ یہ قانون نافذ رہا۔ نیل گاویں سینکڑوں ہی نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں گولی و بندوق سے موت کے گھاٹ اتاریں گئیں اور اس بارے میں کونسل نے وہ کام کیا ہے جو کہ ایک ہندو ریاست کی شان کے شایاں ہے۔ دربار نے اپنے پہلے حکم کو منسوخ کرکے رعایا کے بڑے حصہ کے جذبات کا احترام کیا ہے۔ ہم دربار کو اِس

دوراندیشی پر مبارکباد دیتے ہیں ؛

کشمیری قوم میں بیداری ۔ یہ خبر نہایت مسرت سے سنی جاویگی کہ سناتن دہرم سبھا سری نگر میں لچہ بٹوں کو برادری میں شامل کرنے کا ریزولیوشن پاس کر دیا گیا ہے ۔ پرائسچت پرانے اصولوں کے مطابق کرائی جاویگی ۔ اکثر اصحاب لچہ بٹوں کے نام کی وجہ تسمیہ سے واقفیت نہیں رکھتے ۔ ان کی واقفیت کے لئے اتنا عرض کر دینا ضروری ہے کہ یہ قوم کشمیری کا ایک جزو ہیں ۔ جنہوں نے مسلمان بادشاہوں کے مظالم سے بچنے کی غرض سے مسلمانوں کے ہاں رہائش اختیار کی ۔ مگر چونکہ بے سروسامانی کی حالت میں انکے پاس کوئی برتن وغیرہ کھانا پکانے کے لئے نہیں تھا اس لئے ان کو مجبوراً مسلمانوں کی لچیوں میں جوکہ اردو میں ہنڈیا کے نام سے مشہور ہیں اور جن کو کشمیری میں لچی کے نام سے پکارتے ہیں ۔ کھانا پکانا پڑا اس لئے اس وقت سے اس کشمیری پنڈت طبقہ کا نام ہی لچہ بٹ پڑ گیا ۔ نہایت شکر کا مقام ہے کہ کشمیری پنڈتوں میں بھی یہ احساس پیدا ہو گیا ہے ۔ اور وہ خیال کرنے لگے ہیں کہ جب تک ہم اپنے بچھڑے بھائیوں کو اپنے ساتھ نہ ملاویں گے ۔ تب تک کامیابی حاصل کرنا ناممکن سی بات ہے ۔ پرماتما سے دعا ہے کہ اس کام میں کامیابی حاصل ہو ۔ اسی سلسلے میں ہم سناتن دھرم سبھا سری نگر کی توجہ ان بچھڑے بھائیوں بہوروں کیطرف بھی جوکہ پونچھ اور کشمیر میں مقیم ہیں ۔ مبذول کراتے ہیں ۔

ہندو مسلم مصالحتی بورڈ ۔ اس نام سے ایک کمیٹی ۔ جسمیں کشمیری پنڈتوں اور مسلمانوں کی طرف سے پانچ پانچ نمایندے ہوں ۔ مقرر ہوئی ہے ۔ اس کمیٹی کا فرض ہوگا کہ وہ ایسی تدابیر اختیار کرے ۔ جن سے یہاں کے ہندو اور مسلمان آپس میں برادرانہ طور پر امن وامان سے رہ سکیں ۔ بظاہر بہت کم امید ہے کہ اس مصالحتی بورڈ سے کچھ فایدہ ہوگا ؛

سالگرہ راجہ ہری سنگھ صاحب بہادر ۔ راجہ سر ہری سنگھ صاحب ولی عہد ریاست جموں وکشمیر کی سالگرہ اہتمام کے ساتھ منائی گئی ۔ سرکاری و پرائیویٹ اہلکاروں نے نذریں پیش کیں ۔ دوسرے ملازمین نے مبارکباد کے تار دیئے ؛ پرماتما سے دعا ہے کہ انکی عمر دراز کرے ۔

حضور وائسرائے صاحب بہادر و مسلمانان کشمیر کی عجیب حرکتیں

حضور وائسرائے صاحب بہادر معہ لوٹس ریڈنگ و دیگر پارٹی ۱۴ اکتوبر کو سرینگر میں رونق افروز ہو گئے ہیں۔ جہاں پر کہ شہر والوں کی طرف سے ان کا استقبال نہایت گرمجوشی سے کیا گیا۔ لنچ تناول فرمانے کے بعد تمام پارٹی سٹیم کشتیوں پر سوار ہوئی اور سرینگر رزیڈنسی کیطرف روانہ ہو گئی۔ جہاں پر کہ جناب کو اتارنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ گھاٹ پر وائسرائے صاحب پہنچے ہی تھے کہ قلعہ ہری پربت سے توپوں کی مقررہ تعداد سے آپکی سلامی اتاری گئی۔ جلوس کے ساتھ ساتھ مقامی مشنری سکولوں وغیرہ کے رنگارنگ کی وردیوں میں ملبوس طلبا بھی شکاریوں میں (چھوٹی کشتی) سوار ہوئے۔ جلوس کو بہت خوبصورت بنا رہے تھے۔ رستہ میں کئی جگہوں پر سکولوں کے طلبا چیرز و ہپ ہپ ہرے کے نعرے لگا رہے تھے۔ اور حضور ممدوح کا خیر مقدم کر رہے تھے۔ مگر جب جلوس شاہ ہمدان کے پاس سے گذر رہا تھا۔ شاہ ہمدان وہی جگہ ہے جہاں کہ پچھلے دنوں فساد ہوا تھا۔ تو وائسرائے صاحب بہادر کے آنے پر ہزاروں مسلمان جو کہ پیشتر ہی سے وہاں جمع ہوئے ہوئے تھے۔ اور وائسرائے صاحب کے آمد کی انتظار کر رہے تھے۔ وہ بورڈ جو کہ انہوں نے پیشتر ہی سے بنا رکھے ہوئے تھے اور جن پر ظلم و ستم کے حروف لکھے ہوئے تھے۔ وائسرائے صاحب بہادر کے سامنے کر دیئے اور جب صاحب ممدوح نے ان بورڈوں کی کچھ پرواہ نہ کی۔ تو یہ تمام ہجوم کا ہجوم وائسرائے صاحب کے اگن بوٹ کے ساتھ ساتھ دریا کے کنارے روانہ ہوا اور راستہ میں کئی پنڈتوں کو مارتے پیٹتے پاؤں سے روندتے پھر اگنبوٹ کے سامنے آ پہنچے۔ اور ظلم و ستم کے نعرے بلند کرنے لگے۔ گو حکام نے خیال کر کے کہ یہاں فساد وغیرہ ہونے کا اندیشہ ہے۔ کافی آدمی فساد کو روکنے کے لئے تعینات کئے ہوئے تھے۔ مگر ہجوم اس وقت آپے سے باہر ہو گیا تھا۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ وائسرائے صاحب چند روز سیر و سیاحت کے لئے ان کے شہر میں تشریف لائے۔ مگر یہاں کے ناعاقبت اندیش لوگ اس دن بھی فساد کے باز نہ رہ سکے۔ اچھا ان سے خدا ہی سمجھے ؎

اخبار قومی

کلکتہ۔ پنڈت گوبند نرائن صاحب شوپوری کلکتہ یونیورسٹی سے B.Com کا امتحان پاس کر کے بانکی پور۔ اکونٹنٹ بہار بنک ہوکر تشریف لے آئے ہیں۔

جودھپور۔ پنڈت کامیشور ناتھ صاحب ہکو بعہدہ مینجر سرکل کورٹ آف وارڈس۔ ضلع پالی۔ مارواڑ۔ تبدیل ہو گئے ہیں۔

لکھنؤ۔ بخانہ پنڈت شام سندر نرائن صاحب سپرو، ۱۱ماہ حال بوقت ۸بجے شام فرزند ارجمند تولد ہوا۔ مبارک۔

لاہور۔ پنڈت کشن نرائن صاحب کول انسپکٹر آبکاری ریاست پٹیالہ برائے علاج دہلی تشریف لے گئے ہیں۔ پنڈت صاحب کی طبیعت کچھ عرصہ سے ناساز ہے۔ پرماتما جلد صحت دے۔

آگرہ

نہایت افسوس کا مقام ہے کہ پنڈت کیلاس ناتھ صاحب کنزرو نے بتاریخ ۳۰ ستمبر ۲۴ء بوقت ۱۱بجے شب اس دنیا سے رحلت فرمائی۔ پنڈت صاحب کی عمر ساٹھ برس کی تھی۔ آپ آگرہ شہر کے ایک نہایت مشہور و معروف وکیل تھے۔ آپ اپنی دفات کے تین روز قبل اپنے بھتیجے پنڈت تربھون ناتھ صاحب کنزرو جو کہ جھانسی میں ریلوے انجینیر ہیں تشریف لے گئے تھے۔ وہاں ۳۰ ستمبر کی صبح قریب ۸ بجے آپ پر فالج گرا اور ۱۵ گھنٹے کی بیہوشی کے بعد آپ راہی ملک بقا ہوئے۔ تمام آگرہ شہر پر انکی موت کا بہت بڑا اثر ہوا ہے۔ اب ایشور سے صرف یہی التجا ہے۔ کہ ان کی روح کو شانتی نصیب کرے۔ اور پسماندگان کو صبر عطا فرمائے۔

مراداباد۔ پنڈت جیون کرشن صاحب در منصف مراداباد سے جونپور تبدیل ہو گئے۔

بدایوں۔ پنڈت روپ کرشن صاحب آغا سب جج۔ بدایوں سے مراداباد تبدیل ہو گئے۔

آگرہ۔ پنڈت راج ناتھ صاحب کنزرو۔ رئیس آگرہ۔ کچھ عرصہ سے بیمار ہیں۔ آپ آب وہوا

ہوا تبدیل کرنے کی غرض سے مظفر نگر تشریف لے گئے ہیں۔ امید ہے کہ بعد ۱۵ دن کے آپ واپس یہاں تشریف لائینگے۔

آگرہ۔ مسنر رامیشور ناتھ مدن ڈاکٹروں کی صلاح سے آب وہوا تبدیل کرنے کی غرض سے کشمیر تشریف لیگئیں ہیں۔ آپ کچھ عرصہ پہلے بیمار تھیں۔ ڈاکٹروں نے انکو کشمیر جانے کی رائے دی ہے

جے پور دیوان پنڈت امرناتھ صاحب اٹل۔ ممبر کونسل۔ ریاست جے پور۔ بتاریخ ۵ ستمبر کو ولایت تشریف لے گئے۔ پنڈت صاحب Exhibition دیکھنے کے لئے گئے ہیں۔

لکھنو۔ پنڈت جگت نراین صاحب مُلّا مع اپنے صاحبزادہ پنڈت برج نراین صاحب ملّا ولایت سے ۲۸ ستمبر کو لکھنو تشریف لے آئے۔

پنڈت کنور کشن صاحب تنخواہ خلف پنڈت شام نراین صاحب تنخواہ کے ہاں ۳ ماہ اکتوبر کو فرزند ارجمند تولد ہوا۔ مبارک۔

لاہور پنڈت نندلال صاحب ہکو جیلر لاہور سب جیل کے ہاں ماہ حال میں دختر نیک اختر تولد ہوئی۔

راولپنڈی۔ پنڈت شوراج کشن صاحب ولی جیلر حصار تبدیل ہو گئے ہیں۔

کشتواڑ۔ پنڈت تاراچند صاحب ترسل تحصیلدار و مجسٹریٹ درجہ اول ایک ماہ کی رخصت پر سری نگر تشریف لے آئے ہیں۔

لاہور۔ نہایت خوشی کا مقام ہے کہ شادی خانہ آبادی پنڈت ہری ہرناتھ صاحب ذالپوری خلف الرشید پنڈت سومناتھ صاحب ذالپوری از دختر نیک اختر پنڈت نندلال صاحب لقایا گجرات ہونی قرار پائی ہے۔ مبارک۔

انبالہ۔ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ اہلیہ پنڈت برج لال صاحب بوٹھر یولنگ ٹکٹ انگزامینر نارتھ ویسٹرن ریلوے ۱۰ ماہ حال کو اس جہان سے رحلت کر گئیں اور ہمیشہ کے لئے پسماندگان کو داغ مفارقت دے گئیں۔ ایشور سے دعا ہے کہ مرحوم کی روح کو شانتی دے اور پسماندگان کو صبر و استقلال دے کہ اس صدمہ کو برداشت کر سکیں۔ آمین۔

اجمیر۔ پنڈت کشن لال صاحب کول بی۔ اے بیرسٹرایٹ لا۔ جج سمال کاز کورٹ اجمیر بعہدہ

جج ہائی کورٹ جودھپور مقرر ہوئے ہیں۔ ہم پنڈت صاحب کو اس نئے عہدہ کے لئے مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

لاہور۔ پنڈت راجندر ناتھ صاحب ہزاری بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ برائے وکالت شیخوپورہ تشریف لے گئے ہیں۔ پرماتما انکو وہاں کامیابی نصیب کرے۔

کشمیری پنڈت ایجوکیشن فنڈ

کچھ عرصہ ہوا کہ بہار کشمیر میں ایجوکیشن فنڈ میں جو رقم جمع ہوئی ہے اسکے صرف کئے جانے کے متعلق تجاویز پیش کرنے کی ہدایت ہوئی تھی۔ الا بیشتر اس کے کہ کوئی تجویز اس رقم کے صرف کرنیکی پیش کی جائے۔ سوال دریافت طلب یہ ہے کہ اس فنڈ کی حالت کیا ہے۔ اگر میں غلطی نہیں کرتا۔ تو اس فنڈ میں بمشکل بارہ چودہ سو روپیہ ہے۔ اس خفیف رقم سے وظائف دیئے جانے شروع کرنے سے کچھ فایدہ نہ ہوگا۔ یعنی زیادہ سے زیادہ ایک سال کے لئے اس رقم سے بمشکل پانچ چھ وظائف دیئے جا سکینگے۔ سب سے ضروری یہ امر ہے کہ فنڈ کے لئے روپیہ جمع کرنے کی تجویز کی جائے۔ اگر دو صاحب پوری تن دہی سے کوشش کریں تو بہت جلد خاص رقم جمع ہو سکے گی۔ لیکن جہاں تک مجھے علم ہے اس کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں ہوئی۔ جو رقم اسوقت موجود ہے وہ زیادہ تر جناب پنڈت منوہر لعل صاحب کچلو و راجہ نریندر صاحب رینہ اور رائے بہادر پنڈت شونراین صاحب رینہ کے عطیہ جات ہیں اور باقی بمشکل سو روپیہ اور جمع کیا گیا ہے۔ میری رائے میں صرف بڑے عطیات (Donations) پر ہی نہیں رہنا چاہئے بلکہ ماہواری چندہ کے ذریعہ بھی فنڈ کا سرمایہ بڑھانے کی کوشش کیجانی چاہئے ماہواری چندہ دینے میں بہت سے اصحاب کو آسانی بھی ہوگی۔ اور فنڈ کے مستقل قیام کی صورت بھی ہو جائے گی۔ برادری کی اس طرف اگر کافی توجہ ہو۔ تو میری رائے میں ڈیڑھ صد روپیہ ماہواری چندہ جمع کرنا مشکل نہ ہوگا۔ اس کے علاوہ اصحاب برادری سے یہ التماس کرنا ضروری ہے۔ کہ رسومات مثلاً زنار بندی شادی۔ موئے تراشی وغیرہ پر جہاں بہت کچھ خرچ ہوتا ہے۔ وہاں اگر چالیس پچاس روپیہ یا جسقدر پسند ہو

فنڈ کو دان دیا جائے۔ جیسا کہ پنجاب میں آریہ سماج و دیگر سماجوں کی صورت میں ہوتا ہے تو کافی امداد فنڈ کو مل سکے گی۔ صرف ڈونیشن پر انحصار کرنا درست نہیں۔ جیسا کہ گذشتہ دو سال کے تجربہ سے ثابت ہوا ہے۔ اگر سکرٹری صاحب فنڈ مع پریزیڈنٹ صاحب و ایک دو ممبران کے بطور وفد لاہور امرتسر و دیگر مقامات پر جہاں اہل برادری کی کافی تعداد ہے۔ تشریف لے جاویں۔ تو امید ہے کہ اصحاب برادری اغراض فنڈ سے پوری ہمدردی کا عملی ثبوت دینگے۔ اور فنڈ کی حالت بہت جلد تسلی بخش ہو جائے گی۔ مفصلات سے بذریعہ خط و کتابت وعدہ لئے جا سکتے ہیں چونکہ چندہ جن طلبا کو دیا جائے گا۔ انہیں حتی المقدور و حسب گنجائش رقم چندہ با قساط ادا کرنی ہوگی۔ اس طرح فنڈ سے کافی تعداد کو فایدہ پہنچ سکے گا۔ اور فنڈ کو مستقل طور پر امداد ملتی رہے گی ؛

کشن لعل کچلو۔ سرینگر۔

کشمیر

(۱)

کشمیر جنت نظیر تمام عالم میں صدیوں سے مشہور ہے۔ زمانہ سلف میں تو لوگ محض اسکے نام سے واقف تھے۔ کیونکہ یہ کبھی کسی کے خواب و خیال میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ وہ کشمیر کے بہشتی مناظر کا مشاہدہ اپنی آنکھوں سے کر سکے گا۔ شعرا آتش بیان کے لئے کشمیر کا ذکر طلسم کا اثر رکھتا تھا۔ آن کی آن میں اُن کا تخیل فرش سے عرش تک جا پہنچتا تھا۔ اور وہ آب ہوا کی خوبی۔ آبشاروں کی بہار اور قدرتی مناظر کی دلفریبی کے لحاظ سے کشمیر کو اس عالم فانی کا فردوس بریں قرار دیتے تھے۔ بلبل شیراز عرفی۔ خوش نصیبی سے زمانہ قدیم کی ان چند ہستیوں میں سے تھا جنہیں مغل بادشاہوں کے جلو میں اس باغ ارم کی سیر کا موقع ملا۔ اس وادیٔ بے نظیر کے دلکش نظاروں اور چشموں کی روانی نے اس کی حسن پرست شاعرانہ طبیعت پر ایسا گہرا اثر ڈالا کہ اسنے اپنے دلی جذبات کے اظہار کے لئے وہ شہرہ آفاق قصیدہ تحریر کیا۔ جس کی گرمی اور تازگی اب بھی ایک

خاص لطف رکھتی ہے۔ صرف رنگین مزاج ایشیائی شعرا ہی۔ جو بقول یورپین نقادوں کے مبالغہ آمیزی میں ید طولےٰ رکھتے ہیں۔ اس طور پر متاثر نہیں ہوتے بھتے۔ بلکہ مغرب کے نکتہ رس اور نازک خیال شاعروں کے قلب پر بھی کشمیر کے نام سے بن دیکھے مستی کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ آئرلینڈ کے نامور شاعر ٹامس مور نے اپنی شہرہ آفاق نظم لالہ رخ میں کشمیر کی قدرتی سبزی کی خیالی تصویر کھینچی ہے اور لالہ رخ کے حسن و عشق کے قصہ کو اس سرزمین کے لاثانی مناظر سے ایسا وابستہ کیا ہے۔ کہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے شیلے کی نظموں میں بھی کشمیر کا تذکرہ ہے۔ وہ بھی اسے ایک عجیب و غریب خطہ زمین تصور کرتا ہے۔ جہاں کہ قدرت نے نہایت فیاضی سے اپنی بہترین نعمتیں مہیا کی ہیں۔ زمانہ حال میں ریل و موٹر کی بدولت ہر کس و ناکس ان شعرا اور فسانہ نویسوں کے جنت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے۔ سر بفلک چوٹیاں سرسبز پہاڑ۔ رنگارنگ کے پھولوں سے لدے ہوئے باغات۔ دریا۔ جھیلیں۔ چنار اور صنوبر کے درخت۔ اور آبشار جن کا مصفا پانی سلسبیل اور کوثر کی یاد تازہ کرتا ہے اب بھی سیاحوں کے دلوں کو مسخر کرتے ہیں۔ وادی میں صدہا ایسے پرفضا مقامات ہیں جنہیں صانع حقیقی نے اپنے فیض بیکراں سے بہشت بریں کا نمونہ بنا رکھا ہے اور جہاں انسان خواہ مخواہ خدا کی عظمت کا اعتراف کرتا ہے لیکن اگر ہم ان روح افزا مناظر کو ایک منٹ کے لئے چھوڑ کر یہاں کے باشندگان پر نظر ڈالیں تو از بس حیرت ہوتی ہے۔ کہ یا الٰہی یہ کیا ماجرا ہے کہ وہ سرزمین جو کہ شاہد ازل کے لازوال حسن کی بہترین جلوہ گاہ ہے اور جہاں بڑے بڑے رشی منی ہوئے ہیں۔ وہاں کے رہنے والوں کی زندگی میں اس شان دلربائی کی کوئی جھلک تک نہیں ہے۔ سرینگر کشمیر کا دار السلطنت ہے اور ایک بڑا شہر ہے۔ لیکن اسکے گلی کوچے نہایت کثیف اور بدبودار ہیں۔ جب کشتی دریا کے کنارے کے قریب سے ہو کر گذرتی ہے۔ تو سوائے ناک بند کرنے کے کوئی چارہ نہیں۔ عوام الناس حفظان صحت کے اصولوں سے مطلق آشنا نہیں ہیں۔ بازاروں میں رات کے وقت بجلی کی روشنی ہوتی ہے۔ لیکن چھوٹی گلیوں میں ایک لمپ تک نظر نہیں آتا۔ افلاس نے کشمیر میں گھر کر رکھا ہے تعلیم کی حالت بھی ناگفتہ بہ ہے۔ صدیوں کی مفلسی تعلیمی پستی اور غلامی نے اہل خطہ کی

معاشرتی حالت پر بھی بہت بڑا اثر ڈالا ہے۔ یہ امر موجب خوشی ہے کہ کشمیری پنڈتوں میں ان پڑھوں کی تعداد مقابلتاً کم ہے اور گریجویٹ بھی نظر آتے ہیں۔ مگر یہ معلوم کر کے نہایت حیرت ہوتی ہے کہ اس عظیم الشان ریاست میں اس قلیل جماعت کے لئے بھی کوئی جگہ نہیں ہے۔ بیچارے تلاش روزگار میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ کبھی اس افسر کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں اور کبھی اس افسر کا۔ پیٹ کی خاطر جھک جھک کر سلامیں کرتے ہیں۔ اور آداب عرض کرتے ہیں۔ ایک اسامی خالی ہوئی۔ اور درجنوں درخواستیں پہنچ جاتی ہیں۔ بقول لیکہ ایک انار و صد بیمار۔ اعلےٰ اسامیوں کے لئے تو ان کی درخواستیں قبول ہی نہیں ہوتیں۔ عموماً پڑھے لکھوں کو بہت جد و جہد کے بعد یا تو بلا تنخواہ امیدوار رکھ لیا جاتا ہے یا اگر گریجویٹ ہوئے اور نصیبہ یاور ہوا تو ۵۰ روپے ماہوار عنایت کئے جاتے ہیں۔ اسی کے لئے سب تگ و دو اور خوشامد ہوتی ہے۔ ریاست بیرونجات کے اصحاب کو جن کا کشمیر سے کسی قسم کا تعلق نہیں۔ ہزاروں روپیہ ماہوار پر ملازم رکھتی ہے لیکن اپنے ہاں کے آدمیوں کو بالکل نظر انداز کرتی ہے۔ کیا انصاف کا یہی تقاضا ہے سری حضور مہاراجہ صاحب بہادر اپنی عدل گستری اور رعایا پروری کے لئے مشہور ہیں انکے جلیل القدر افسروں کو کم از کم یہ تو کرنا چاہئیے کہ تعلیم یافتہ کشمیری پنڈتوں کو دربدر بھٹکنے اور بھوکا مرنے سے بچا دیں۔ یہ باعث شرم ہوگا کہ اہل کشمیر اپنے وطن مالوف کو خیرباد کہہ کر پنجاب۔ صوبہ جات متحدہ اور دیگر ممالک میں سکونت پذیر ہوں۔ اگر کشمیری پنڈتوں کو تجارت سے رغبت ہوتی۔ تو حکام بالادست کی بے اعتنائی کی چنداں پرواہ نہ تھی۔ لیکن یہاں تو معاملہ برعکس ہے۔ دفتر کی کلرکی کے لئے جان تک نثار کر دیں گے۔ لیکن کوئی پیشہ اختیار نہ کریں گے۔ اہل اسلام میں گریجویٹ شاید ایک یا دو سے زیادہ نہ ہوں گے۔ لیکن عموماً ہر قسم کی تجارت انہیں کے ہاتھ میں ہے۔ اخروٹ کی لکڑی کا کام۔ شال۔ پشمینہ کا کام۔ ریشم کا کام سب یہی لوگ کرتے ہیں۔ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ ہماری قوم کو ان دستکاریوں سے جن کی بدولت کشمیر کا نام چار دانگ عالم میں مشہور ہے کوئی اُنس نہیں ہے ؎

(ایڈیٹر)

کاروبار میں کامیابی کا راز

اشتہار دینے والوں کے لئے نادر موقع

رسالہ بہار کشمیر تعلیم یافتہ کشمیری طبقہ کا ایک واحد قومی آرگن ہے۔ صرف یہی ایک رسالہ ہے جو کہ تمام ہندوستان بھر میں کل تعلیم یافتہ کشمیری اصحاب تک پہنچتا ہے۔ اس میں اشتہار دینا یعنی اپنے کاروبار کو اور اپنے نام کو تمام ہندوستان بھر میں ایک نہائیت اعلیٰ طبقہ میں مشہور کرانا ہے۔ اس لئے ایسے نادر موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ اور آج ہی اپنا اشتہار بہار کشمیر میں دے کر فائدہ اُٹھاویں۔

نرخنامہ اشتہارات

جگہ	ماہواری	سہ ماہی	ششماہی	سالانہ
پورا صفحہ	للعہ/	۳ئے ۱۲/	۳ئے ۸/	۳ئے /
نصف صفحہ	عہ ۴/	عللہ/	عہ ۱۴/	عہ ۱۲/
۱/۳ صفحہ	عہ ۱۰/	عہ ۶/	عہ ۴/	عہ ۲/
۱/۴ صفحہ	عہ ۴/	عہ ۲/	عہ/	۱۴/

October 1924. Regd. L No. 1543.

ویدک یونانی و ڈاکٹری کا نچوڑ



تمام امراض جو امرت دھارا دور کرتی ہے

ہر قسم کی درد سر۔ کھانسی۔ دمہ۔ ذات الجنب۔ نمونیا۔ پیٹ درد۔ نزلہ۔ زکام۔ ہیضہ بد ہضمی۔ اروچی۔ اپھارا۔ درد آنکھ۔ قولنج۔ اسہال۔ پیچش۔ قراقر وغیرہ کل امراض معدہ۔ قے۔ مرگی۔ درد دانت اور دانتوں کو پانی لگنا۔ خون یا ناسور دندان وغیرہ کل امراض دانت۔ درد کان۔ زخم کان۔ کرم۔ ورم گوش۔ بہرہ پن وغیرہ کل امراض کان۔ بواسیر ناک۔ چھینک۔ بدبوئے بینی وغیرہ کل امراض ناک۔ درد چشم۔ دھند جالا وغیرہ امراض آنکھ۔ پھوڑا۔ پھنسی۔ ہر قسم کا زخم۔ ران کا لاسنا۔ داد۔ چنبل۔ بھڑ۔ مکھی۔ بچھو۔ سانپ باؤلا کتا۔ چوہا وغیرہ کا ڈنگ۔ بخار ہر قسم۔ سوزاک۔ آتشک۔ گلہڑ۔ بدھ۔ درد مفاصل۔ ورم تمام اندرونی و بیرونی۔ چوٹ۔ بواسیر کمزوری دماغ۔ طاعون۔ سل۔ تپدق۔ پرسوت۔ امراض دل۔ امراض جگر۔ بائی گولہ۔ پردر۔ احتباس حیض۔ خنازیر۔ امراض بچگان نکسیر۔ سوج زبان۔ منہ کا پکنا۔ سوج لب۔ درد دانت۔ گلہ پڑنا۔ آواز بیٹھنا۔ اوپر سے خون جانا۔ سوج پھوڑہ پستان ورم طحال۔ امراض تلی۔ خروج مقعد۔ بھگندر۔ درد گردہ۔ درد مثانہ۔ زخم کا پھولنا وغیرہ امراض زنان۔ رنگیں باؤ۔ پنڈلی کا پھولنا۔ پتی۔ خارش خشک و تر۔ چھپاکی۔ کثرت پسینہ۔ تیزاب وغیرہ سے جلنا وغیرہ امراض کو حسب موقع کھانے لگانے سے دور کرتی ہے۔ ۹۰ فیصدی تو ... بیماری رک تو ضرور جاتی ہے۔

خط و کتابت و تار کا پتہ

المشتہر

مینیجر امرت دھارا اوشدھالیہ امرت دھارا بھون امرت دھارا روڈ امرت دھارا ڈاکخانہ لاہور

TITLE AT THE NATIONAL ART PRESS, LAHORE.